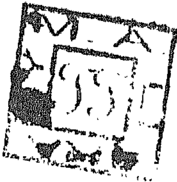
قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب



قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
اکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئیے

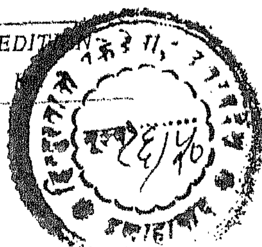
مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد
ہندوستانی اکیڈیمی، یو - پی -
۱۹۳۱ ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.





FIRST EDITION
Price,



Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلي تقرير

صفحہ

مذهب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

فہرست نقشہ جات

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ہے - اس ایکاڈیمی نے مجھکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ہے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ہے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ' مجلسی اور سیاسی ' ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھہ ' جین ' ہندو ' اور ان مذاہب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ہی فرقے معدوم ہو گئے ' کتنوں هي کا ظہور ہوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ' ترقی ' یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ہے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوے جنھوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا — اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے —

یونانیوں ، چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت، ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا — ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے — دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے — مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا — اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے —

ان معرکۃ الارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں — اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں — مجلسی نظام بھی کچھہ تبدیل ہو گئے — اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا — اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ھی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ھے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے هندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - هندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لوھا ، کانچ ، هاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے هندوستان اب سے زیادہ دولتمند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذهنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ، ناٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اهم اور مہتمبالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ھے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ھے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ھے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور مہلت نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے - پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذہبوں ' بودھ ' جین ' اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال ' اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات ' رسم غلامی ' طور طریق ' آداب و اخلاق ' اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تقریر میں ہندوستانی ادبیات ' یعنی لغات ' صرف و نحو ' فلسفہ ' ریاضیات ' نجوم ' طب ' سیاسیات ' مالیات ' صنعت و حرفت ' موسیقی ' فن تصویر ' وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے - تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ' دیہی پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات ' نظام حرب ' اور آئین انصاف، وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت ' زراعت ' تجارت ' حرفت ' تجارتی راستے ' مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں - ممکن ہے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث روزگار نے اُنہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہون سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھہ اندازہ ہو جاتا ہے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ ولکیہ ' ھاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ہوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن اینشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ) ' سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم ' شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہاندوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات) ' ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مطمح) ' رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش" ' کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ) ' میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی) ' نریندرو ناتھہ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ) ' ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندوؤں کی فضیلت) ' جان گریفتھہ کی کتاب "دی پینٹنگز آف ایجنٹا" (ایجنٹا کی تصاویر) ' لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "ایجنٹا فریسکوز"

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" اپٹ، کی "ہسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (هندوستان کا قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پتر کا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر ہیں –

ہندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں –

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ، بودھہ اور جین — ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے — اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں —

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں — گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا — جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا — شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برہمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے — روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) – اشوک کی کوشش سے بودھہ دھرم کی اشاعت محض هندوستان تک محدود نہ رهی ، بلکہ هندوستان کے باهر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھہ گیا – بعد ازاں بودھہ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذهبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ، چین ، منچوریا ، منگولیا ، جاپان ، کوریا ، سیام ، برما اور سائبیریا کے گرغس اور کلموک تک پھیل گیا –

بودھہ دھرم کے عقائد

یہاں بودھہ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ هوگی – بودھہ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم هے ، زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم – اسی تمنا ، اسی هوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ هو جاتا هے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک هو جاتی هے –

مہاتما بدھہ کے قول کے مطابق بودھہ دھرم وسطی راستہ هے ، یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رهنا چاهئے اور نہ فاقہ کشی ، شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاهئے – ان دونوں کے بیچ میں رهنا هی لازم هے – خیرالاموراوسطہا – دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

---

(۱) اشوک کے کتبے – اس کا پہلا کتبہ –

اور غم انگیز هیں - جمله تکالیف کا باعث جهالت هے - ضبط
نفس هی کے ذریعه روح کا نشو هو سکتا هے - حرص و هوس
اور جمله خواهشات کو ترک کر دینے هی سے تکالیف کا خاتمه
هوتا هے - اسي ترک خواهشات هی کا نام نروان هے - یهه
نروان زندگی میں بهی حاصل هو سکتا هے - انسان پانچ
ارکان کا بنا هوا ایک خاص قسم کا مجموعه هے جس میں
طبیعات کا درجه اولی هے - اپنی زبان میں اسی کو روح
کهه سکتے هیں - یهی پانچ اسکندهوں کا مجموعه اپنے فعلوں
کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا هوتا هے - اسی کو
تناسخ کهتے هیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے
حقیقی عنصر میں مضمر هو جانا هی مهانروان هے -

بودهه دهرم کی سب سے بڑی خصوصیت « اهنسا پرم دهرم »
کا اصول هے - کسی طرح کی هنسا کرنا گناه عظیم هے - لیکن
کچهه زمانه کے بعد هندوستان کے باهر کے بودهوں نے اس
خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط
اور سخاوت هی اولی قربانی هے - بودهه دهرم کی دوسری
خصوصیت یهه هے که وه خدا سے منکر هے - عبادت الهی کے
بغیر بهی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا
هے - تیسری خصوصیت یهه هے که وه هندو دهرم کی سب سے
ممتاز صفت برن آشرم دهرم کو نهیں تسلیم کرتا - اس کی
نگاه میں سبهی انسان ' چاهے براهمن هوں یا شودر ' یکساں
طور پر اونچے سے اونچا رتبه حاصل کر سکتے هیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں ' کرم سے کیا جانا چاهئے ـ بودھوں کے تین رتن بدھ ' سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے ـ

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہہ مذهب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے هو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا هو گئے ـ ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی هوتے رهے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے ـ چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے هو چکے تھے ' بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم هو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع هوا اور هندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل هو گئی تھی ـ

بودھ دھرم پر هندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا

ترقی‌پذیر هندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا ـ بہت سے بودھ بھکشوؤں نے هندو دھرم کی کئی خصوصتیں قبول کر لیں ـ اس کا نتیجہ " مہایان مت " کی صورت میں کشن خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاهر هوا ـ اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا ـ

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ھے - بودھ دھرم میں ایشور کی ھستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھ کے بعد بودھ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرھست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھ میں آسکتا ھے اس لئے انھوں نے بھگتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - انتہا یہی نہیں، بودھی ستووں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ھوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ھندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھ مثالیں نیچے دی جاتی ھیں :-

(۱) "ھین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ھیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولیٰ مانا گیا ھے -

(۳) هینیان فرقے میں بدهه معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدهه کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا هندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت ہوئی - انتہا یہی نہیں، بودهه فلسفہ پر هندو فلسفہ کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا ہوا بودهه دهرم هندو دهرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نہ رہا - هندؤوں نے بدهه کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودهه عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذہبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا ہو گئی کہ بودهه اور هندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل ہوئی - اس کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگ بودهه دهرم کو چھوڑ کر هندو دهرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودهه دهرم کا اهنسا کا اصول اگرچہ دلفریب تھا، پر قابل عمل نہ تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا ہی پڑتی تھی - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نہ کرتے تھے - هندو دهرم میں یہہ قیدیں نہ تھیں اور پھر جب بدهه کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدهه کے معتقدوں کا رجحان بھی هندو دهرم کی جانب ہو گیا - نہایت قدیم زمانہ سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصہ تک ذات باری کے وجود سے منکر رهنا مشکل تھا - اسی طرح بودهوں کا ویدوں پر اعتقاد نہ رکھنا هندؤوں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل



(ا) ہندؤوں کا بدھہ اوتار

صفحہ ۲ [راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

بہت اور کئی دیگر بودھ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی ۔ ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا ۔ کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی ۔ "شنکر دگ بجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہہ ہے : "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ہے، اسے میں مانتا ہوں" ۔

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی ۔ ایک تو ہندو دھرم شاہی دھرم ہو گیا اس سے بودھ دھرم میں زوال آیا ہے ۔ دوسرے خود بودھ دھرم میں نقائص پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے ۔ فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوتے جاتے تھے، اس کے علاوہ بودھ بھکشوؤں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھہ گیا ۔ اب بودھ بھکشو ویسے متقی اور اصول پسند نہ تھے ۔ ان میں بھی حکومت، اور ثروت کی ہوس پیدا ہو گئی تھی ۔ وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان وشوکت سے رہنے لگے تھے، عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا ۔ ان وجوہ نے بودھ دھرم پر مہلک اثر ڈالا، حکومت کی اعانت پاکر بودھ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا ۔

---

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے ہیں ۔

بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برہدرتھ کی وفات کے ساتھ ہی بودھ دھرم کا انحطاط شروع ہو چکا تھا — برہدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ سالار پشیہ متر جو شنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹھا — اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو اشو میدھ یگیہ کئے — غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں — بودھ تصانیف میں اس کا ذکر موجود ہے — فی الواقع یہیں سے بودھ دھرم کا زوال شروع ہوتا ہے — اسی زمانہ میں راجپوتانے کے راجہ پاراشری پتر نے اشومیدھ یگیہ کیا — علی ہذا دکھن میں آندھر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانہ میں اشومیدھ، راجسویہ وغیرہ یگیہ کئے گئے — گپت خاندان کے راجہ سمدر گپت اور واکاٹک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھ وغیرہ کئی یگیہ ہوئے — اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ہے — اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھ دھرم کا زوال ہونے لگا پھر بتدریج اس کا زوال ہوتا ہی گیا — ہیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیروؤں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گھٹنے لگی تھی — بان بھٹ نے لکھا ہے کہ تھانیشور کے ویش خاندان کے راجہ پربھاکروردھن کے بڑے بیٹے راج وردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاہی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھه بھکشو ھو جانے کی خواھش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ھرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ھوا تھا، مگر کئی وجوہ سے یہه ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ھرش کو بودھه دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ھوتا ھے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاھی خاندان کے لوگ ھندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھه دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۶۹۰) کے شیرگڈھه (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ھوتا ھے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھه مندر بنوایا تھا، جس سے قیاس کیا جاتا ھے کہ وہ بودھه دھرم کا پیرو تھا - عیسیٰ کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھه اور بنگال کے سوا ھندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھه دھرم فنا ھو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ھندو دھرم

جین دھرم بھی بودھه دھرم سے کچھه پہلے ھندوستان میں نمودار ھوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھه کے قبل ھی ھو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہه تھے :-

(۱) ویدک علم الہی ھے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ، اندر ، برن وغیرہ کی کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برھمن ، کشتری ، ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعنی برھمچریہ ، گرھست ، بان پرست ، اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفہ کرم -

مہابیر اور بدھ دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدھ نے صرف سنیاس آشرم هی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ، اور بدھ نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ کی - بودھ دھرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا ھے ، اس لئے یہاں هم جین دھرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے -

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا هوچکے تھے - ممکن ھے یہہ روایت بودھوں کے ۲۴ بدھوں کی روایت پر مبنی هو ، یا بودھوں نے جینیوں سے لیا هو - مہابیر راجہ سدھارتھہ کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے - انھوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ، غیر ذی روح ، نجات ، عذاب ، ثواب ، ترک ، تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ، پانی ، آگ ، ہوا ، اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ، عادت ، تعین ، فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ، اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ، اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ہیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چونتھہ هزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ، ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ، ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر هر ایک جنس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے هیں – انهیں سے پهر دنیا آباد هوتی هے – حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باهر ' ازلی ' آزاد مطلق ' غیرمجسم ' پاک ' مبدء مسرت ' روح هی حقیقی مختار هے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں – روح کی حقیقت سے باخبر شخص هی الوهیت کا درجہ پاتا هے – خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اهنسا ' راستی ' برهمچریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' ضبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد هوتا هے – رحم اور اهنسا جینیوں کے خاص دهرم هیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے – روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینوں میں بہت اهم سمجھے جاتے هیں – کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بهی پرستش هوتی هے – کئی سادهوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بهی پائی جاتی هیں (۱) –

بدهہ اور جین دهرم کا فرق

بودهہ اور جین دهرم میں اتنی یکسانیت هے کہ اکثر مغربی علما کا خیال هے کہ ان دونوں کا مخرج ایک هی هے اور بدهہ مہابیر کے شاگرد تهے ' پیچهے سے دونوں دهرم جدا هو گئے – مگر واقعتاً یہہ خیال غلط هے – دونوں دهرم علحدہ هیں ' هاں یہہ ممکن هے کہ بدهہ نے جین دهرم کے کچهہ

---

(۱) ماخذ از آوٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۷ – ۶۶ –

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں ، کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے ، ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو ۔

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں :
(۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رھتے ہیں ۔ سویتامبر ۔ سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں ۔ ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے ۔ دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں ، سویتامبر قائل ہیں ۔ دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح پھول ، دھوپ اور زیورات سے نہیں ۔ ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے ، اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے ۔ یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا ۔

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی ۔ اس کے کئی وجوہ ہیں ۔ بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے ۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذهبی جلسه میں انهیں قلمبند کرایا ـ بودهه بهکشوؤں کی زندگی جین سادهوؤں کی زندگی سے زیاده ساده سهل اور آزاد تهی ، اس سے بهی لوگوں کا میلان بودهه دهرم کی طرف زیاده هوتا تها ـ اس کے علاوه جین دهرم کو وه شاهی حمایت نه ملی جو اشوک اور کنشک وغیره راجاؤں نے بودهه دهرم کی کی ، صرف کلنگ کے راجه کهارویل نے جو سنه عیسوی کی دوسری صدی کے قریب هوا تها جین دهرم کو قبول کر کے اس کی کچهه اعانت کی تهی ، انهیں وجوه سے جین دهرم کی ترقی نه هو سکی (۱) ـ

جین دهرم کا عروج اور زوال

جس زمانه کا هم ذکر کر رهے هیں اس وقت جین دهرم کا رواج آندهر ، تامل ، کرناٹک ، راجپوتانه ، گجرات ، مالوه اور بهار اور اُڑیسه کے کچهه اضلاع میں تها ـ جین دهرم نے دکهن هی میں زیاده فروغ پایا ـ وهاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بهت استعمال کرتے تهے ، جس کا نتیجه یهه هوا که دکهن کی تامل وغیره زبانوں میں سنسکرت کے کتنے هی لفظ شامل هوگئے ـ جینیوں نے وهاں مدرسے بهی کهولے ، آج بهی وهاں بچوں کو حروف تهجی سکهاتے وقت پهلا کلمه "اوم نمه سدهم" پڑهایا جاتا هے جو جینیوں کا طریقه سلام هے ـ دکهن میں کئی راجاؤں نے جین دهرم کے ساتهه رفاقت کی ـ تامل میں

(۱) هسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفه سی وی ویدـ ج ۳ ، ص ۴۰۵ و ۴۰۶ ـ

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس مٹھ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانۂ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہوگیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانۂ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پرزور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انہیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ ع میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ انہل واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھہ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاٹھیاوار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

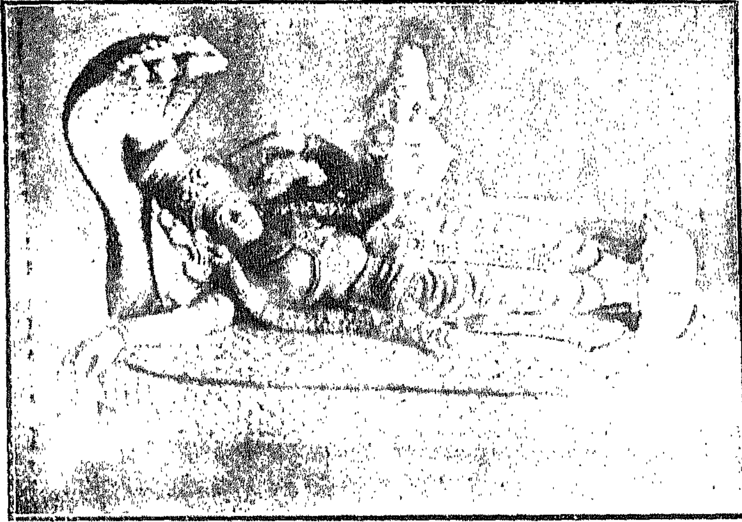
ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے، پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائیں ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برہمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

---

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ ج ۳ ، ص ۴۱۱ -



(۲) شیش ناگ پر سوئے ہوئے وشنو (ناراین)

[تریویندرم]

صفحہ ۱۷

تھیں — ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی — تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا — بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھہ کم ہو گیا تھا — جین دھرم نے بھی اسے زک پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو — جوں ہی بودھہ دھرم کا اقتدار کچھہ کم ہوا ' ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا — پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں —

براہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھہ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں — مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا ' مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے — یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے — اس سے ثابت ہے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا — ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے — سب سے پہلے ہم ویشنو فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ہیں —

ویشنو نرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے وراثت روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھہ کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہوت فرقے کے نام سے مشہور ھوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذهبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ھو گئی تھی - اس لئے انہوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ھو جانے کے بعد کچھہ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تصدیق اب تک نہیں ھو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ھے شلکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ھے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاهم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگستھنیز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ھے کہ وہ ھیرکلیس (هری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانڑنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ھے اور اس پر شرح لکھتے ھوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ھے - قیاس ھوتا ھے کہ پانڑنی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ھو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ھوگی - (۱)

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

وِیشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھہ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا – اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب "پنچ راتر سنگھتا" ہے – یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے – مندروں میں جانا ' پوجا کے لوازم جمع کرنا – پوجا ' منتروں کا پڑھنا ' اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے – پھر ویشنووں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما ' نارد ' نر نارایَن ' کپل ' دتاتریہ ' یگیہ ' ریشبھہ دیو ' پرتھو ' متسیہ ' کورم ' دھنونتری موھنی ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' وید ویاس ' رام ' بلرام ' کرشن ' بدھہ ' کلکی ' ھنس اور ھے گریو – ان میں سے دس اوتار متسیہ ' کورم ' براہ ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' رام ' کرشن ' بدھہ اور کلکی ' فائق تسلیم کئے گئے – بدھہ اور ریشبھہ کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاہر ھے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا – اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی – ممکن ھے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ھو – وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق – م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ھی نہیں ' اب تک برابر بن رھے ھیں – کتبوں ' تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے – دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ھوا

اور ادهر کے آل‌وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت ہے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے ' پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رهی هو ' یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا هونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانج آچاریہ کا فرقہ وشتادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برهم ایک هی هیں تو بھکتی کی ضرورت هی کہاں باقی رهی ؟ اس لئے رامانج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا هوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا رامانج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار هوا ' اس لئے رامانج وهاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وهاں اپنا کام شروع کیا ' پھر میسور کے راجہ وشنو وردهن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دهرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

(۱) سر رام کرشن گوپال بھنڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر اننر ریلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت هے - یگیه ، برت ، تیرتهه جاترا ، دان وغیره سے نفس کی تهذیب هوتی هے - گیان یوگ بهکتی کی طرف لے جاتا هے اور بهکتی سے ایشور کے درشن هوتے هیں - جیواتما اور جگت دونوں برهم سے جدا هونے پر بهی فی‌الواقع جدا نهیں هیں - اصولاً دونوں ایک هی هیں ، هاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف هیں - اس دهرم کے فلسفیانه اصولوں کی تنقید فلسفه کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دهرم کا پرچار دکهن میں زیاده اور شمال میں کم هوا (۱) -

مدهواچاریه اور ان کا فرقه

گیارهویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بهکتی مارگ کو تقویت دینا تها - اگرچه رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نه هوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یهه حقیقت واضح نه هو سکی که عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا هیں - اس لئے مدهواچاریه کو اس سے تشفی نه هوئی - اس نے پرم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدهو فرقه چلایا - اس کے فلسفیانه اصولوں کا تذکره آگے چل کر فلسفه کے ذیل میں آئے گا - مدهواچاریه کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بهانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنه ۱۱۹۷ع میں هوئی - اس نے بهی ویدانت درشن اور اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تهی ' اس لئے اس نے راماین کے هیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا اور اپنے شاگرد نرهری تیرتهه کو جگن‌ناتهه پری میں رام اور سیتا کی مورتیں لانے کو بهیجا - نرهر تیرتهه کے علاوہ اس کے تین خاص شاگرد اور تهے : پدم‌نابهه‌تیرتهه ' مادهوتیرتهه ' اور اکشوبهیه تیرتهه - مدهو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد ' مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بهکتی ' بزرگوں سے عقیدت ' کمزوروں پر رحم ' یگیه ' سنسکار ' هر ایک کام کو ایشور سے منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعه نجات کے قائل هیں - یهه لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک سیاہ خط کهینچتے هیں اور وسط میں سرخ نقطه لگاتے هیں - ان کے کپڑوں پر اکثر شنکهه ' چکر ' گدا ' وغیرہ کے نشانات بنے هوتے هیں - اس فرقے کی تعداد دکهنی کرناٹک میں زیادہ هے - مدهواچاریه کے بعد بهی ویشنووں میں بلبهه وغیرہ فرقے قائم هوئے ' پر وہ زمانه زیر بحث سے بعد کے هیں -

وشنو کی مورتیں

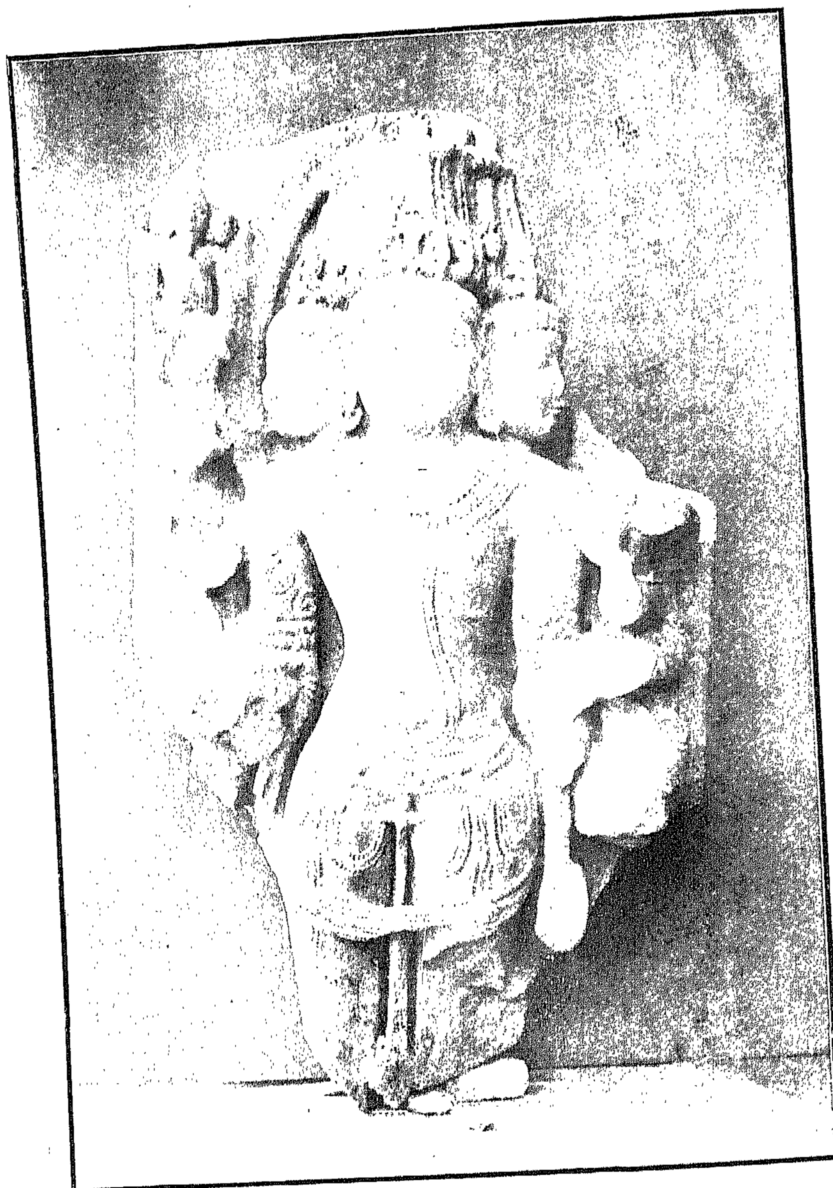
وشنو کی مورتی پہلے چار هاتهوں والی هوتی تهی یا دو هاتهوں والی یهه تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکه پانچویں



(۳) وشنو کی چودہ ہاتھہ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲



(٣) وشنو جي ڪي تري مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ۲۲



(٥) شيو جيءَ جي ٽي‌مُهي مورتي

[گهارا پوري]

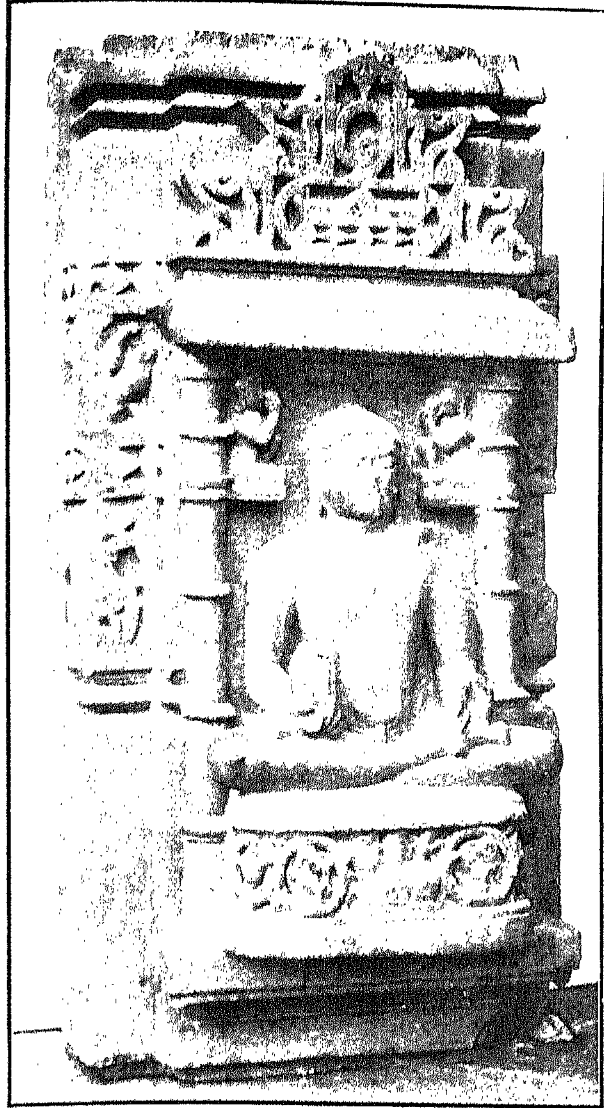
صفحة ٣

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے - بدھہ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں - اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی دو ہاتھوں والی ہی ہے - جیسے ہندوؤں نے بدھہ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھہ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منہہ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھہ وشنو کے تین منهہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھہ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی هوتی تھی ' یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف
چار منھہ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برھمانڈ
(کائنات) اور چاروں مونھوں میں سے پورب والے سے سورج '
پچھم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برھما اور دکھن والے سے رودر
مراد هوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی هیں جن کے
چاروں طرف منھہ نہیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں هی
بنی هوئی هیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس
هوتا هے کہ ان کے بنانے والوں کا منشا یہہ تھا کہ کونین
کا خالق شیو هے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات
کی مختلف صورتیں هیں - شیو کی عظیم الجثہ تری مورتی
(تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی هے - اس کے چھہ هاتھہ '
تین منھہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر هوتے هیں -
ایک منھہ روتا هوا هوتا هے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل
هے - اس کے وسط کے دو هاتھوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے
میں مالا ' داهنی طرف کے دو هاتھوں میں سے ایک میں
سانپ اور دوسرے میں پیالہ ' بائیں طرف کے دو هاتھوں
میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال
یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز هوتی هے - تثلیث
چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی هوتی هے اور اس میں صرف
جسم کا بالائی حصہ هوتا هے - اس کے مقابل زمین پر اکثر
شیو لنگ هوتا هے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چھہ میل دور
ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سرھی راج وغیرہ کئی مقامات میں
دیکھنے میں آئی هیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا



(٦) لكوليش (لكوتيش) كي مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ٢٥

والی ھے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ھیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ھوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ھے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انہیں خوش کیا - شیو ھاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ھوئے نمودار ھوئے - لکٹ ڈنڈے کو کہتے ھیں ' اسی لئے وہ لکوٹیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ھوا وہ کایا وتار (ریاست بروڈا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوٹیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاٹھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ھیں ' جس سے ثابت ھوتا ھے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ھوتے ھیں ' ھاتھہ دو ھوتے ھیں ' دائیں ھاتھہ میں بیجورا اور بائیں ھاتھہ میں ڈنڈا ھوتا ھے - اس کی نشست پدماسن ھوتی ھے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' متر اور کورش کے نام لنگ پران میں ملتے ھیں (۲۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان ہیں : ہنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ ہیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور ردر روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات ہیں - مالا ، زیور ، کنڈل ، رتن ، راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھووں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلٹ نے کی - کلٹ اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اھنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناڑی بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھ کر بجل نے اُسے اپنا منبر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے ہے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اہنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں ہندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو ھی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ ہر فرد کو چاھے وہ سادھو ھی کیوں نہو' اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاھئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ھے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رھتے ھیں' جو چاندی کی ڈبیا میں رھتا ھے کیونکہ ان کا عقیدہ ھے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششٹادویت سے یہ فرقہ کچھ کچھ ملتا ھے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ھے - جنیو سنسکار کی جگہ وھاں دیکشاسنسکار ھوتا ھے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنیو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہہ لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ہیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹھی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برھما کی مورتی

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے - برھما کی مورتی چار مونہوں والی ہوتی ہے - مگر

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۴۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ہے اس کے تین هي منهه رهتے هیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ہے اس کے چاروں مونہه دکھائے جاتے هیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم هیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم هیں جن میں پوجا بھی ہوتی ہے - برهما کے ایک هاتھه میں "سروو" ہوتا ہے جو یگیہ کرانے کی علامت ہے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی هیں برهما پروهت بنایا گیا ہے - تعجب کی بات یہه ہے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے هیں ' ویسے برهما کے پجاریوں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی هیں - برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی هیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں هیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں اور شیو کي مورتیوں پر وشنو اور برهما کي مورتیں ہوتی هیں - اس سے یہه معلوم ہوتا ہے کہ یہه تینوں دیوتا ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں هیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متماثل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخصص مورتوں میں تو آدها جسم شیو کا ہے اور آدها پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی هیں - شیو اور وشنو کي مشترک مورتی کو هر هر اور



(۷) برھما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]   صفحہ ۳۱



(۸) لکشمی نارائن کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]   صفحہ ۳۱



(۹) اردھ ھہ ناریشور کي مورت

[مدورا]

تینوں کی مشترک مورتی کو دھریہر پنامہ ؟ کہتے ہیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برہما ، وشنو اور مہیش ہی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اٹھارھوں پران انہیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ہیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ، کورم ، لنک ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برھمانڈ ، برھم ویورت ، مارکنڈیہ ، بھوشیہ ، وامن اور برھم پران برھم سے تعلق رکھتے ہیں -

شکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں ہی کو دیوتا مان کر ان کی علحدہ علحدہ پرستش نہیں شروع ہوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا ہونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی ہی دیویوں کے نام ملتے ہیں - براھمی ، ماھیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراھی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے ہیں - کچھہ خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ہیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ہے - کچھہ ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد ہوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی ہیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ہیں :

آنند بهیروی ، تری پور سندری ، اور للتا وغیرہ – ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود هوا – ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد هیں – اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی هے – (۱)

کول مت

بهیروی چکر کے پیروؤں کو شاکت کہتے هیں – شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا هے – اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا هوتی هے – شاکتوں کے دو فرقے هیں ، کولک اور سمئن – کولکوں کی بهی دو قسمیں هیں – پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے هیں – پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ، مچھلی ، شراب ، وغیرہ بهی کهاتے پیتے هیں – سمئن فرقہ والے ان مکروهات سے اجتناب کرتے هیں – کچهہ برهمن بهی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تهے – اس بهیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی – نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکهر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بهیروانند کے منهہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا هے :–

(۱) سر رام کرشن گوپال بهانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس – ص ۱۴۲ – ۱۴۶ –



(۱۰) برهمانی (ماتریکا) کی مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۲

(ترجمہ) — ہم منتر تنتر وغیرہ کچھ بھی نہیں جانتے — نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے — ہم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں —

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے ہیں — ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں — بھکشا سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ‌چھالا ہی ہمارا پلنگ ہے — ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی — گنیش یا ونایک رودر کے کے جنات کا سرغنہ تھا — یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے — مگر نہ تو چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھ اشارہ ہے — ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھ گنیش کی مورتی بھی بنی ہوئی ہے — سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں — گنیش کے منھ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی — ایلورا اور گھٹیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے — مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے —

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ھے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ھے -

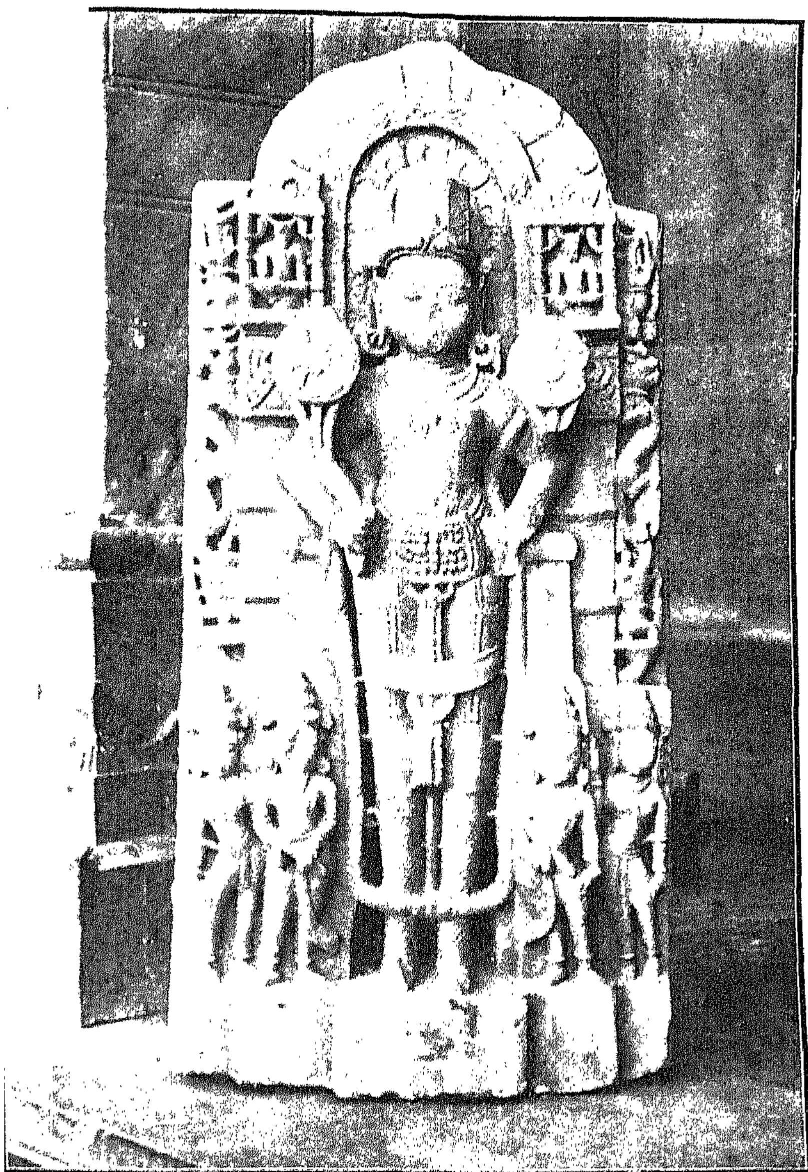
اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ھے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ھے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ھے - کنشک کے سکوں پر اسکند ' مہاسین ' آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - ھیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ھے - یہہ پوجا آج تک جاری ھے -

سورج پوجا

ھمارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ھی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ھے - براھمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -



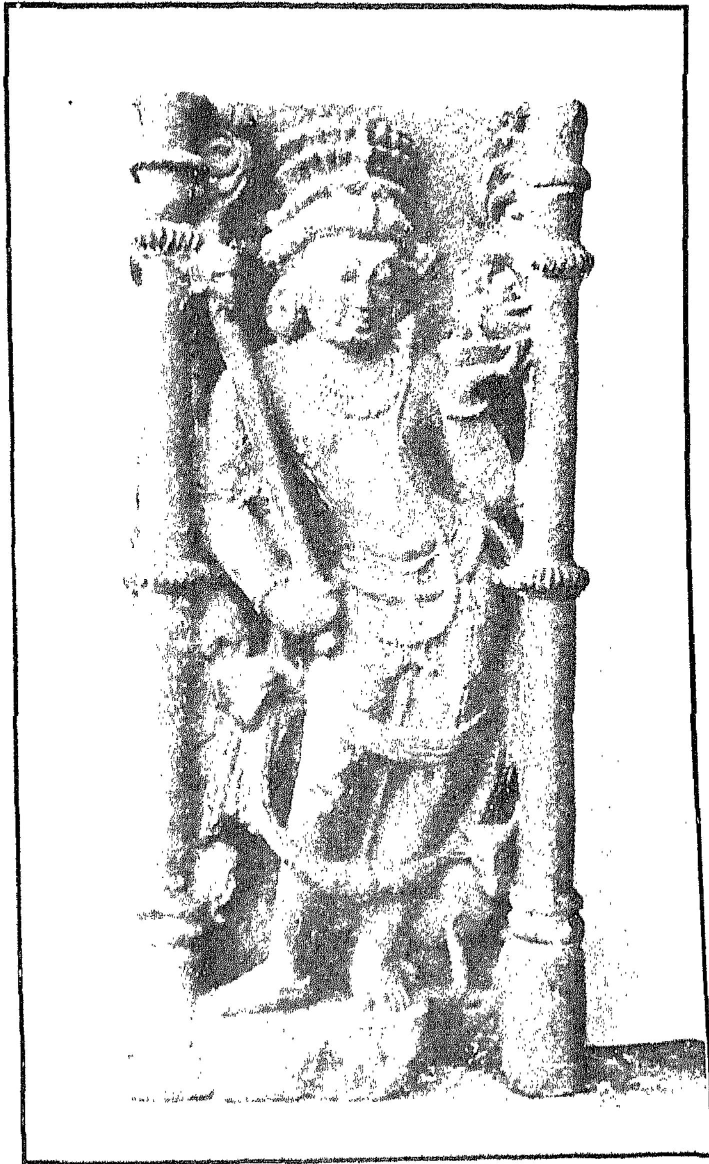
(۱۱) سوریہ کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۵

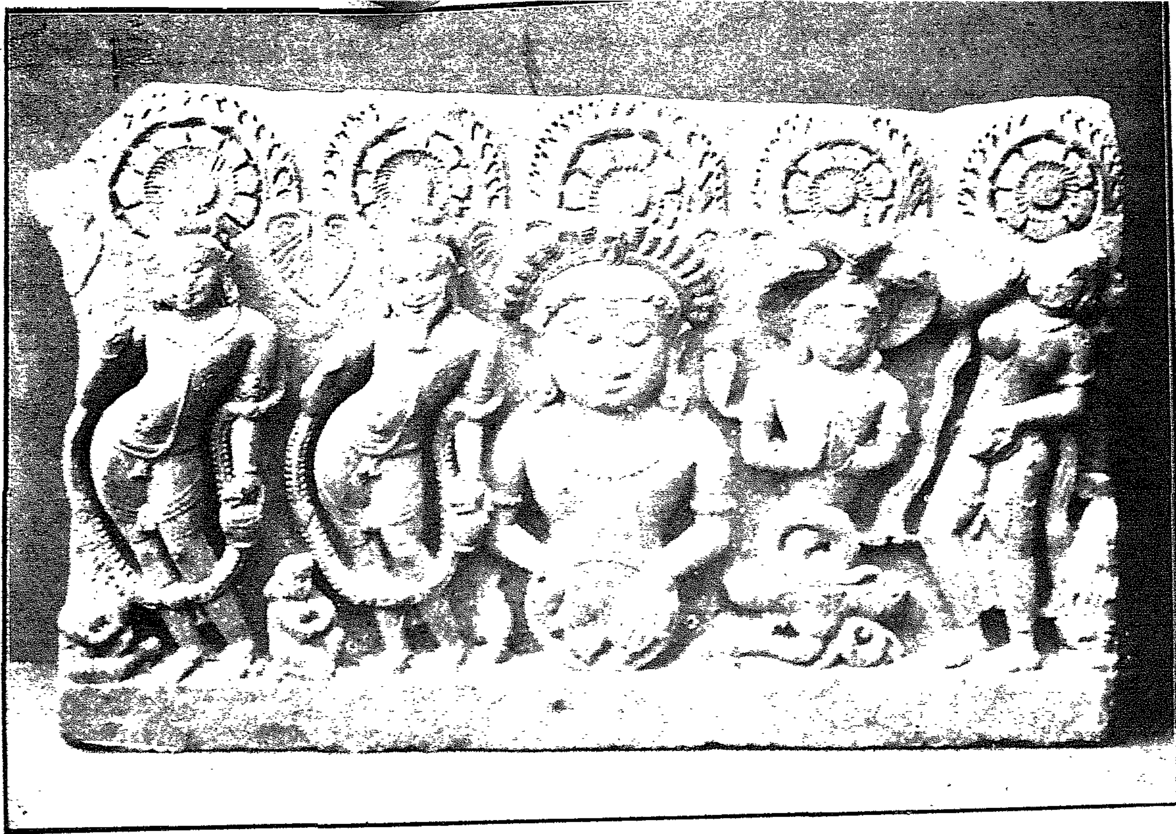
ہے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے مراسم میں بھی اس کی پوجا ہوتی تھی - اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں ' خالق ' رازق ' اور جابر وغیرہ حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا ہندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہہ کہنا مشکل ہے - براہمہر نے لکھا ہے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی - سورج کی مورتی دو ہاتھوں والی ہوتی ہے - دونوں ہاتھوں میں کمل ' سر پر تاج ' سینہ پر زرہ ' اور پیروں میں گھٹنے سے کچھہ نیچے تک لمبے بوٹ ہوتے ہیں - ہندوؤں کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ہی کی مورتی ہے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ ہوتے ہیں - ممکن ہے سورج کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ہو جہاں بوٹ کا رواج تھا - بھوشیہ پران میں لکھا ہے کہ سورج کے پیر کھلے نہ ہونے چاہئیں - اسی پران میں ایک کتھا ہے کہ راجہ سانب نے جو کرشن اور جاموتی کا فرزند تھا سورج کی بھکتی سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم کرنی چاہی - مگر برہمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ہے اس سے برہم کریا نہیں ہو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برہمنوں کو بلوایا - یہہ لوگ اپنی پیدائش برہمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ہے کہ ہندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ہیں

راجپوتانه میں ان لوگوں کو سیوک اور بهوجک کہتے هیں – سورج کے هزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم هیں – ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر هے جو سروهی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود هے – یہہ پرانا مندر هے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں صدی کی عبارت منقوش هے جس میں ان عطیات کا ذکر هے جو اسے ملے هیں – جیسے شیو مندر میں بیل، اور وشنو مندر میں گروڑ ان کے باهن (سواری) هوتے هیں، اسی طرح سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کهمبے کے اوپر ایک کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پہیہ هوتا هے – یہی سورج کی سواری هے – ایسے چکر آج بهی کئی مندروں میں موجود هیں – سورج کے رتهہ کو سات گهوڑے کهینچتے هیں – اسی لئے سورج کو سپتاشو (سات گهوڑوں کا سوار) کہتے هیں – کئی مورتوں میں سورج کے نیچے سات گهوڑے بهی بنے هوے هیں – ایک سورج مندر کے باهر کی طرف سات گهوڑوں والے سورج کی کچهہ ایسی مورتیں بهی هم نے دیکهی هیں جن کے نیچے کا حصہ بوٹ پہنے هوئے سورج کا اور اوپر کا برهما، وشنو اور شیو کا هے – پاٹن (جهالرا پاٹن ریاست) کے پدمناتهہ نامی وشنو مندر کے پیچهے کے طاق میں ایسی ایک مورتی هے جس میں برهما، وشنو اور شیو تینوں ملے هوے هیں – یہہ ان کے مختلف اسلحوں سے ظاهر هوتا هے – یہہ مندر غالباً دسویں صدی کا بنا هوا هے –



(۱۲) ایک لمبی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ اجمیر] صفحہ ۳۷



(۱۳) نوکواکب میں سے شکر ، سنیچر ، راہو ، اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ھے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ھوتا ھے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ھیون‌سانگ نے کیا ھے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ھرش کے ایک تامبپتر سے ظاھر ھوتا ھے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ھوئی مورتیاں ملتی ھیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ھے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ھوتے ھیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالیں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ھیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ھوئی بھی پائی جاتی ھیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ھے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ھے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصانیف متذکرہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانڈنی سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلی کا بھاشیہ -

ہندؤوں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ' گرہ ' نچھتر ' صبح ' دوپہر ' شام ' وغیرہ اوقات مختلفہ ' ہتھیاروں ' کلپ وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدل کا سلسلہ بھی بند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رہی - تانبے پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماھیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوتے تھے - آخر میں ہندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ' وشنو ' دیوی ' رودر ' اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچایتن کہلاتی ہیں - ایسے پنچایتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے - جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں ' باقی چاروں کی مورتیں چاروں کونوں پر ہوتی ہے -

ہندو دھرم کے عام ارکان

ہندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ہے - ہندؤوں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے - ہمارے زمانہ متعلقہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ہے :-

"برہمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ہیں اور بہت

تهوڑے برهمن ان کا مطلب سمجهنے کی
کوشش کرتے هیں - برهمن لوگ چهتریوں کو
وید پڑهاتے هیں ' ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودهه هو کر اکثر وید کا مطالعه کرنا چهوڑ دیا تها - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکها هے که وید لکهے نہیں جاتے تهے ' یاد کئے جاتے تهے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت هو گیا - (۱) ویدوں کی جگه پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑهتی گئی - شرادهه اور ترپن کی رسم عام هو گئی - یگیوں کا رواج کم هو گیا تها اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑهه گئی تهی ' جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا هے - البیرونی نے بهی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا هے -

مندروں کے ساتهه مٹهوں کی داغ‌بیل بهی ڈالی جا چکی تهی - اس معامله میں هندوؤں نے بودهوں کی نقل کی - سبهی فرقوں کے سادهو ان مٹهوں میں رهتے تهے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتهه مٹهوں ' باغوں اور تقریرگاهوں کا بهی حواله ملتا هے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیه‌ولکیه اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا هے - بودهوں کی رتهه‌جاترا کی تقلید بهی هندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) چی وی وید کی هسٹری‌آف میڈیویل انڈیا ' جلد ۳ صفحه ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو — اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ' جن میں معاصرانہ ریت رسم کا ذکر ہے — پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں — برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا — کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے — برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا — ایکا دشی ' جنم اشٹمی ' دیوشینی ' درگا اشٹمی ' رشی پنچمی ' دیو پربودھنی ' گوری تیجا ' بسنت پنچمی ' اکشے تیجا ' وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے — یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام‌نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا — غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام‌نومی کا رواج نہ تھا — اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے — کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے —

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا — معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے — ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا — اچھوتوں کے ساتھہ کھانے ' ناصاف پانی پینے ' ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ' حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے ' اونٹنی کا دودھہ پینے ' شودر ' عورت ' گائے ' برہمن اور چھتری کو قتل کرنے ' شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ' بحری سفر کرنے ' زبردستی کسی کو غلام بنانے ' ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھ نہ کرنے ' زنا ' شراب خواری ' گئومانس کھانے ' چوٹی کٹوانے ' جنیو کے بغیر کھانا کھانے ' وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے هندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں هندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے هندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ' اور هندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ' کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم‌الہی هے - اس زمانہ کی اهنسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی — وہ بودھہ بھکشوؤں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا — اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ، حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تھا - براهمن لوگ بھی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تھے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے — اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئی - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالڈی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے - انھوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک چید فاسفی اور عالم هو گئے - بودھوں اور جینیوں کے دهریہ‌پن کو وہ مٹانا چاهتے تھے ، لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بھٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

(۱) جی وی ویدیہ کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲ ، صفحہ ۲۰۶ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا - انھوں نے فلسفہ اور اھنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راھبانہ زندگی کو ھی فائق بتلایا - برھم یا یا خدا کی ہستی کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انھیں " کامل بودھہ " کا لقب دیا گیا ھے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر ہم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رھے - دیگر مذاھب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ھے - اس لئے ہندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں ہیں - یہہ متھہ اب تک قائم ہیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال ہوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں ھی ہو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے ایسے نمایاں کام کئے کہ هندؤوں نے انہیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذهبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دهرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذهبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ هوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاهب موجود تھے اور انہیں کبھی کبھی مناقشے بھی هو جاتے تھے ' لیکن مذهبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - هندو دهرم کے متعدد فرقوں میں باهمی اختلاف هونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ' ایک موافقت نظر آتی هے - برهما ' وشنو اور مهیش میں باهمی مصالحت کا نتیجہ هی تھا کہ پنچایتن پوجا کا رواج هوا - وشنو ' شیو ' رودر ' دیوی ' اور سورج ' سب ایک هی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا هم پہلے کہہ چکے هیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا هو گیا - هر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار راجاؤں کی مذهبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پتا شیو ' تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا تو چوتھا پتا آفتاب

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براہمن دھرموں میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہڑوار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ' دو بودھہ بھکشوں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندؤوں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - پکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندؤوں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ ویشنو ہے تو بیٹا بودھہ ' اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ' بودھوں اور ہندؤوں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بھی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری رہ گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انھوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی ' اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے ' جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزادروی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی - راشٹرکوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب ' نئی زبان اور نئی تہذیب لائے -

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ھندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں تریں نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ھندو معاشرت کی عمارت کھڑی ھے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ھو سکی - ھمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ھے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُتھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ھوئے ' اور ھندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ھو گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ھیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ھے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ھم کر چکے ھیں - اب ھم تمدن کے ھر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براھمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براھمنوں کے لئے ھی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براھمن ھوتے ھی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ھے -

"دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براھمن کہلاتے ھیں"

ان میں سے کتنے هی شاعر هیں ' کتنے هی جوتشی ' کتنے هی فلسفی اور الهیات کے ماهر - یہہ سب راجاؤں کے دربار میں رهتے هیں " - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا ھے کہ براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا ھے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا ' زیادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری هوتے هیں - (۲)

براهمنوں کا خاص دھرم پڑھنا اور پڑھانا ' یگیہ کرنا اور کرانا ' دان دینا اور لینا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں برن بیوستھا کی ناقدری کے باعث براهمنوں کا وقار کچھہ کم هو گیا تھا - اور یہہ کام ان کے هاتھہ سے نکل گئے تھے - یگیہ وغیرہ کے بند هو جانے سے بہت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بھی ترمیم هوئی - بودھہ مت میں کھیتی معیوب سمجھی جاتی تھی اسے گناہ خیال کیا جاتا تھا - اس لئے کتنے هی ویشوں نے بودھہ هو کر کھیتی ترک کر دی تھی - یہہ موقع دیکھہ کر بہت سے براهمن کھیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کھیتی کرنے کا مجاز ھے - اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی - اتنا هی نہیں '

(۱) هسٹری آف انڈیا مصنفہ الیٹ جلد اول صفحہ ۶ -

(۲) جے وی ویدیہ ' هسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براہمن صنعت و دستکاری ' تجارت ' اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ' تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ' دودھ ' شہد ' شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براہمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ' جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذہب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رہا - سیاست میں ان کے ساتھ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ' کسی خاص برن کی قید نہ رہی - (۱)

براہمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعلقہ کے آغاز میں ہم ہندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ہیں - اگیارھویں

---

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں هی کا ذکر کیا هے (۱)، مگر همیں اس زمانه کے کتبوں سے معلوم هوتا هے که برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھه لکھا هے وہ سماج کی حالت کا مشاهدہ کرکے نہیں بلکه اس نے کتابوں میں جو کچھه پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافه کر دیا هے، جس سے اس کی کتاب اُس زمانه کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنه ۶۰۰ ع سے سنه ۱۰۰۰ ع تک براهمنوں کی مختلف ذاتوں کا پته نہیں چلتا - اس زمانه میں براهمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے هی هوتی تھی جیسا که سنه ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامبے پتر میں بھاردواج گوتر، یجرویدی شاخ کے برهمن کا ذکر هے - سنه ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبه میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا هے براهمنوں کے ناموں کے ساتھه ساتھه شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا هے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براهمنوں کی سکونت هی کا حواله ملتا هے - براذنگر کمار پال والی تحریر میں (سنه ۱۱۵۱ ع) ناگر براهمنوں کا ذکر هے - کونکن کی بارھویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براهمنوں کے نام دئے گئے هیں جن کے گوتر تو هیں، شاخیں نہیں، مگر ان میں براهمنوں کے ال بھی دیئے گئے هیں جو

(۱) البیرونی کا هندوستان مترجمه انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحه ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں – بارہویں صدی میں ایسے القاب کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :– دیکشت ، راوت ، ٹھاکر ، پاٹھک ، اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ – اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ، پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا – کتبوں میں ہمیں پنڈت ، دیکشت ، دوی ویدی ، چتر ویدی ، آوستھک ، ماتھر ، تری‌پور ، اکولا ، ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں – بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے – یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی – ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ، مثلاً غذا میں اختلاف ، گوشت‌خور یا سبزی‌خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں – رسم و رواج ، خیالات ، اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں – فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ، چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی – اُس زمانہ تک براہمن پنچ گوڑ یا پنچ‌دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے – یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) – گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌الشان مندر بنوایا ، جس کی

(۱) سی وی ویدکی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ، ج ۳ ص ۳۷۵ – ۳۸۱ –

پرتشتھا کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک هزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنھیں وهیں رکھہ لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد هونے کے باعث پیچھے سے ان کا شمار بھی قروزوں میں هونے لگا ، حالانکہ اُن کا شمار گوزوں میں هونا چاهئے تھا (۱) -

چھتری اور ان کی فرائض

براهمنوں کی طرح چھتریوں کا بھی سماج میں بہت اونچا درجہ تھا - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیہ ، دان اور مطالعہ تھا - فرمانروا ، سپہ‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیرہ بھی هوتے تھے - براهمنوں کے ساتھہ میل جول رهنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تھا - بہت سے راجہ بڑے بڑے عالم هو گزرے هیں - هرش‌وردهن ادبیات کا ماهر تھا - پوربی چالوکیہ راجہ ونیادتیہ ریاضیات کا عالم تھا ، جس کی وجہ سے اُسے گنک کہتے تھے - راجہ بھوج کا تبحر مشہور هے - اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانہ کتابیں لکھیں - چوهان وگرهراج چہارم کا لکھا هوا هرکیلی ناٹک آج بھی کتبوں پر لکھا هوا موجود هے - اسی طرح اور بھی کتنے هی راجاؤں کی تصانیف ملتی هیں - برن کے نظام کے درهم برهم هو جانے اور اکثر چھتریوں کے

(۱) تاریخ راجپوتانہ از مصنف - جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ -

پاس زمین نہ رھنے کے باعث بیکار ھو گئے اور اُنھوں نے بھی براھمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ ھوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ھو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خوردار نے ھندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ھیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ھے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ھو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رھتا (۲) - ھیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براھمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ھے "براھمن اور چھتری دونوں نیک اطوار، نمود و نمائش سے دور رھنے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کفایت شعار اور بےلوث ھوتے ھیں" -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے، مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ھے، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ھے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ھوئی تھی -

---

(۱) سی وی ویدیہ کی ھسٹری آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -

(۲) الیٹ کی تاریخ ھندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا – دان ' یگیہ ' تحصیل بیوپار ' علم ' لین دین اور زراعت – بودھ زمانہ میں برن کا نظام درھم برھم ھو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ' بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ' جیسا ھم اوپر لکھہ چکے ھیں – اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں ھی زراعت کو حقیر سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا – ھوینسانگ لکھتا ھے کہ تیسرا برن ویشوں کا ھے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا ھے – چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا ھے (۱) – ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے – ویشوں کے شاھی مناصب پر مامور ھونے ' سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک ھونے کی کتنی ھی مثالیں موجود ھیں – ھمارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفریق شروع ھوئی ' کتبوں سے یہی ثابت ھوتا ھے –

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا ' یہہ لوگ اچھوت نہ تھے – براھمنوں ' ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا – پتنجلی کے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

(۱) واٹرس آن ھیون سانگ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ –

تصدیق ہوتی ہے (۱) – رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ' اس کا خاص سبب تھا کہ ہندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ' اس لئے ہاتھ کے سب کام شودروں نے لے لئے – شودر ہی کسان ' لوہار ' معمار ' رنگریز ' دھوبی ' جولاہے ' کمہار وغیرہ ہونے لگے – ہمارے زمانہ زیر بحث میں ہی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں – کسان تو شودر ہی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم ہو گئے – ہوینسانگ لکھتا ہے بہت سے ایسے فرقے ہیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے – البیرونی لکھتا ہے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا ہے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ہیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے – یہہ لوگ آٹھہ طبقوں میں منقسم ہیں : دھوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈھال بنانے والے ' ملاح ' دھیور ' جنگلی پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاہے – چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے – شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ – ۴ – ۱۰ اس سوتر کی تفسیر پتنجلی نے یوں کی ہے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعنی جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز ہوں وہ ذات باہر نہ سمجھے جائیں – اس کی تفسیر کرتے ہوئے کیٹ نے لکھا ہے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) - جوں جوں زمانه گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستهه

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے - براهمن یا چھتری جو محرري یا اهلکاری کرتے تھے کایستهه کہلاتے تھے - پہلے کایستهوں کی کوئی علیحدہ تقسیم نه تھی - کایستهه اهلکار هی کا مترادف ہے ' جیسا که آٹھویں صدی کے ایک کتبه سے معلوم هوتا هے جو کوٹه کے پاس کن سوا میں هے - یہه لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور هوتےتھے ' کیونکه دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انهیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تهیں - سیاسی سازشوں اور ملکی ریشه دوانیوں میں اُنهیں کافی مہارت تهی اسي لئے یاگیهولکیه میں ان کے هاتهوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی هے - زمانه مابعد میں دوسرے پیشه والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج دهج کایستهه اپنے کو شاکدویپی براهمن بتلاتے هیں اور والبهه کایستهه چھتری ذات کے هیں ' جیسا که سوڈهل کي تصنیف " اُودے سندری کتھا " سے واضح هے -

(۱) البیروني کا هندوستان جلد ۱ صفحه ۱۰۱ -

انتیہ

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ، چانڈال اور مری تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن پہنتے تھے -

برنوں کا باهمی تعلق

هندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باهمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ہوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ، نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براهمن مرد چھتری ، ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براهمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ہمارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براهمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ہے - اس طرح منڈور کے پڑهاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براهمن هرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ہونے کا ذکر کیا گیا ہے - براهمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوهان لڑکی آونتی‌سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براہمنوں کے شادی ہونے کی نظیریں ملتی ہیں - گلوازا گاؤں کے قریب کی ایک بودھ گپھا کے ایک کتبہ میں بلور بلسی براہمن سوم کے براہمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ہے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براہمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف "دش کمارچرت" سے پایا جاتا ہے کہ پاٹلی پتر (قدیم پٹنہ) کے ویشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجہ کسم دھنوا سے ہوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی ہیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہہ کہ ہمارے زمانہ زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بنس کا لڑکی نیچے بنس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتھہ نہ ہوتے تھے جنہیں پلچھ یگیہ کرنے کا مجاز نہ تھا - زمانہ قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براہمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا ہو براہمن ہی سمجھا جاتا تھا ' جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ' یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی ریلوکا سے پیدا ہوئے تھے ' براہمن کہلائے -

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۶ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شنکھہ اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باهمی شادیوں کا رواج روز بروز کم هوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - همارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں‌تک بڑھا کہ شادي کا دائرہ اپنی ذات تک هی محدود هو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرهیز نہ کرتے تھے - براهمن اور سب برنوں کے هاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم هوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات همارے زمانہ کے آخري حصہ میں بھي پیدا نہ هوا تھا - البروني لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رهتے تھے اور ایک دوسرے کے هاتھہ کا کھاتے پیتے هیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی هندوستان سے متعلق هو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸ -

(۲) سي وي ويد کی هسٹري آف میڈیول انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادهیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا " هندوستان " جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا — یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی —

هندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

هندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی — سلفاء اگر برهمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرهستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے — اهل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رهتے تھے — کھانے ' پینے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے هوتے تھے — کمروں میں هوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رهتا تھا — شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے هوا کرتے تھے جہاں لوگ هزاروں کی تعداد میں جاتے تھے — هرش کے زمانہ میں هر پانچویں سال عظیم‌الشان مذهبی جلسے هوا کرتے تھے جن میں هرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا — هیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا هے — ان کے علاوہ هر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے — مذهبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ هوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اهم هوتے تھے — ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے — میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم هے — ان میلوں میں بہت دھوم دھام هوتی

تهي – اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے هوتے تھے جیسا
کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم هوتا هے –
هندؤوں میں تہواروں کی کثرت هے اور وہ لوگ انهیں بڑے
حوصلہ سے مناتے تھے – ان میلوں کا هندؤوں کی معاشرتی
زندگی میں خاص حصہ تها – هولی کی تقریب میں پچکاری
سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تها ' جیسا کہ هرش نے رتناولی
میں لکھا هے (۱) – لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا
ذکر بھی ملتا هے – اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں
کا بھی ذکر پایا جاتا هے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا
کرتے تھے – ناٹک ' رقاصی ' موسیقی ' اور تصویرنگاری میں
کہاں تک ترقی هو چکی تهی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جائےگی –
کبھی کبھی باغوں میں بڑی بڑی دعوتیں هوتی تهیں جن میں
عورت مرد سب شریک هوتے تھے – لوگ طوطا مینا وغیرہ
چڑیاں پالنے کے شوقین تھے – لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں '
تیتروں ' بھینسوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں بھی هوتی
تهیں – پہلوان کشتی لڑتے تھے ' سواری کے لئے گھوڑوں '
رتھوں ' پالکیوں اور هاتھیوں کا رواج تها – سیر دریا کا بھی
کافی رواج تها جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تهیں –
اس میں عورت مرد سب شریک هوتے تھے – عورت مرد مل کر

---

(1) धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः ।
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) هرش مصنفہ رادھا کمد مکرجي صفحہ 175 – ٧٦ –

جهولا بهی جهولتے تهے – دول کا میله بارش کے دنوں میں هوا کرتا تها – یهه رواج آج بهی سارے هندوستان میں قائم هیں – ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بهی کهیلے جاتے تهے – جوئے کا بہت رواج تها ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رهتی تهی – قمار خانوں پر محصول لگتا تها ' جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا هے (۱) – چهتری شکار خوب کهیلتے تهے – راجے اور راجکمار ساز و سامان کے ساتهه شکار کهیلنے جایا کرتے تهے – شکار تیروں بهالوں وغیرہ سے کهیلا جاتا تها – شکاری کتے بهی ساتهه رهتے تهے –

پوشاک

بعض علما کا خیال هے که هرش کے زمانه تک هندوستان میں سینے کا فن نه پیدا هوا تها (۲) – وہ اس دعویٰ کی دلیل میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے هیں (۳) ' لیکن ان کا یهه خیال باطل هے – هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبهی طرح کے خطے موجود هیں – یہاں نهایت قدیم زمانه سے هر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تهے – ویدوں اور براهمن گرنتهوں میں سوئی کا نام ' سوچی ' یا ' بیشی ' ملتا هے – تیتریه براهمن تین قسم کی سوئیوں کا حواله دیتا

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنه ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے هوئے کتبے سے –

(۲) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا – جلد ۱ – صفحه ۸۹ –

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحه ۱۴۸ –

ھے : لوھے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قینچی کو بھورج کہا ھے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ھے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ھوا کپڑا ھوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ھے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ھی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ھے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ھمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ھے کہ ھمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ھمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باھر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریہ براھمن ۳ - ۹ - ۶ -
(۲) رگ‌وید ۸ - ۴ - ۱۶ -
(۳) اتھروید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -
(۴) جیمنیہ اُپنشد براھمن ۱ - ۳۸ - ۴ -
(۵) رگ‌وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -
(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶

تھیلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی مورتیں منقوش ہیں – رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) – اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے – تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں – دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں – عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے – اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) – بیوپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے – دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے – دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی – ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے – کشمیر کی طرف کے لوگ کھچلی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) –

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا – هیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اون کے

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کوٹیز ' پلیٹ ۱۴ –

(۲) ایضاً – پلیٹ ۸۵ –

(۳) اسمتھ اکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۹ –

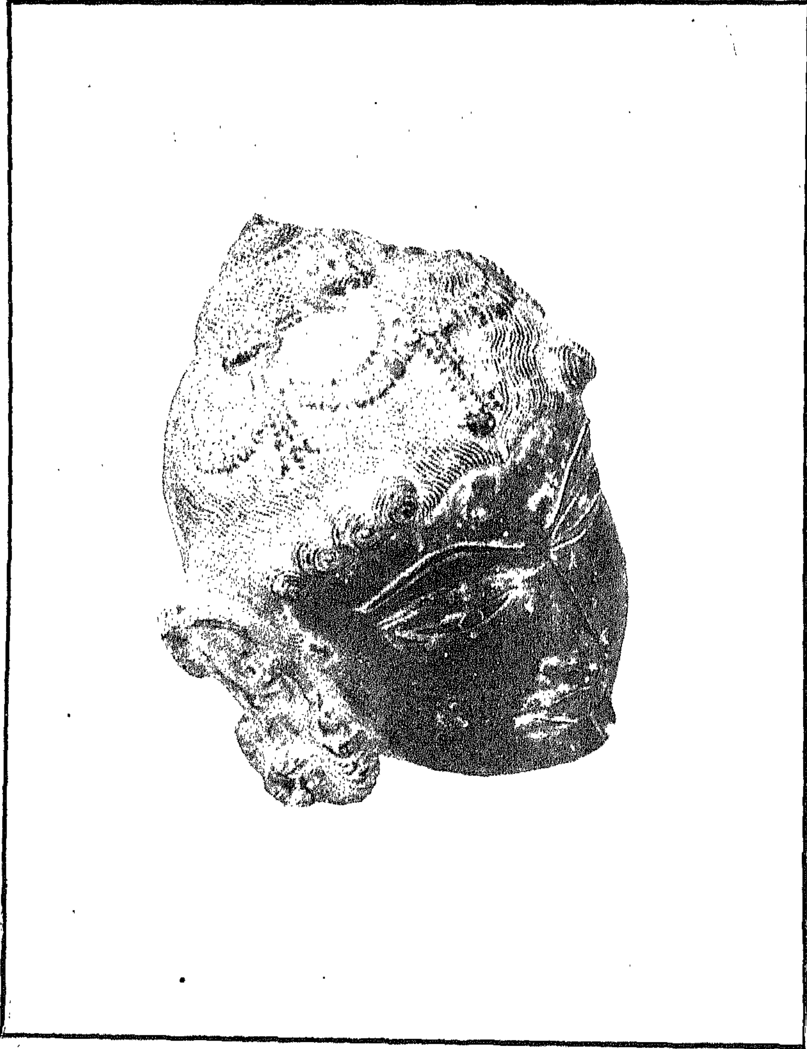
(۴) رادھا کمد مکرجی ' ہرش ' ۱۷۰ – ۱۷۷ –



(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

[اجنتا کے غار سے]

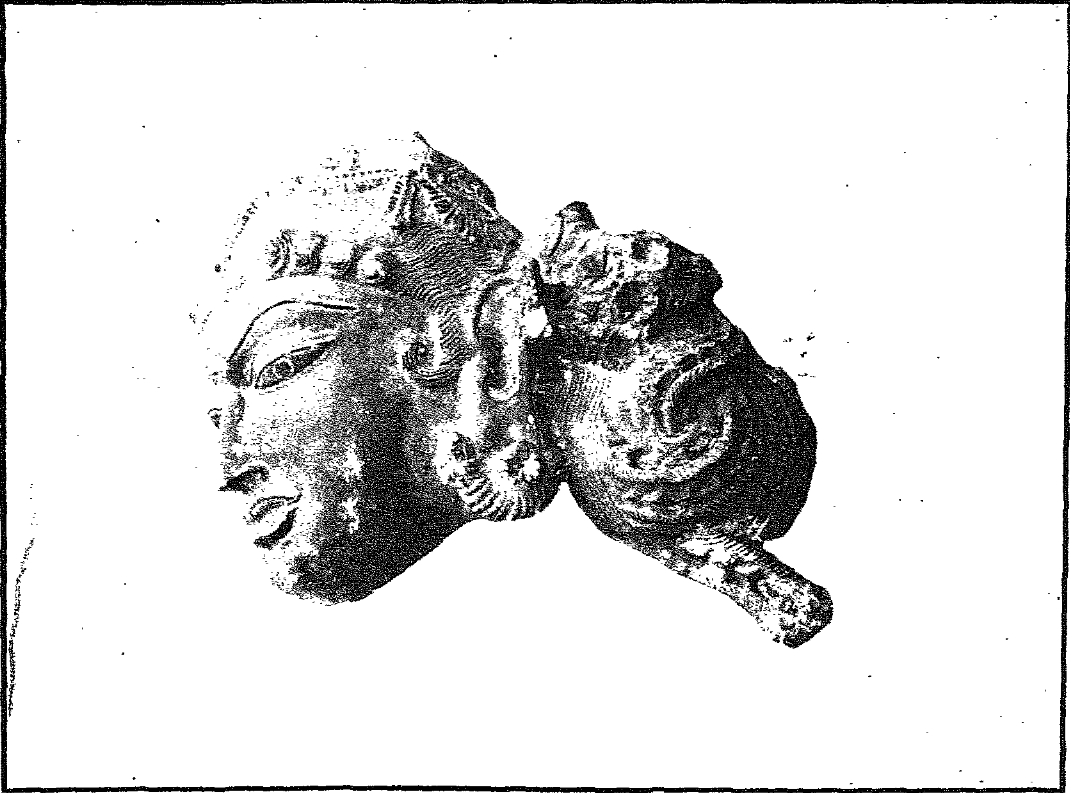
صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۶۴



(۱۶) عورت کے سر میں بال کی سنوار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کتواتے تھے - چھتری لمبی ڈاڑھی رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ہے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور:

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ہی گہنوں کے شوقین تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ہار ، انگوٹھیاں ، کڑے ، اور مالائیں ان کے زیور ہیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند ، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈال وغیرہ کنٹھے ہی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتیں کئی عجائب گھروں میں ہیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ہاتھوں میں کڑے اور سنکھ یا ہاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں ، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند ، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ہار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کہیں کھلے ، کہیں پٹی سے بندھے ہوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سی ڈی وید کی ہسٹری آف مڈیول انڈیا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے – چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گھنگے پہن سکتی تھیں (۱) – ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا – کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی – نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ہوں –

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے – ایسی مجلسیں شاہی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ہوتی تھیں – بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ہے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپڑے ' وغیرہ –

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا – اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ہے – ہندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ہیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں – کھانے کے قبل وہ نہاتے ہیں ' جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے – مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے – سونے ' چاندی '

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان –

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ھیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ھے حالانکہ اب اس کي جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ھے -

ھندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھہ ، گھي ، گڑ اور شکر تھي - الادریسی انھل واڑے کے بیان میں لکھتا ھے : " وھاں کے لوگ ، چاول ، مٹر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ھوں کھاتے ھیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ھلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ھوتا گیا - ھندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ ھندو ھوے تو اھنسا اور سبزي خوری کو اپنے ساتھہ لائے - ھندو دھرم میں گوشت خوري گناہ سمجھي جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ھو گئی تھی - مسعودی لکھتا ھے کہ براھمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھي براھمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ھے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ھے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ھے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براھمن گنہگار ھو جاتا ھے - رفتہ رفتہ گوشت‌خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سي وی وید کي ھسٹري آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براھمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - ھرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ھے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انھیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی هندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال ھر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رھتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دوئیجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی - براھمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ھے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ھے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ھے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی الواقع راجہ نہیں ھے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رھتے ھیں ' تو جو راجہ خود متوالا ھو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ھے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ھوتا ھے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاهم ایک دوسرے کے هاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دهرم کے ساتھہ پیچھے سے پیدا هوا -

مندکرہبالا حالات سے هماری مراد یہہ هرگز نہیں کہ هندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - اُن کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی هی مذهبی باتیں زندگی کا جزو بنی هوئی تھیں - پنچ مہایگیہ هر ایک گرهستھہ کے لئے لازمی تھا ' مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودهہ دهرم کے باعث کم هو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم هوتے تھے - مگر هندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج هو گیا ' همارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

هندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج همارے زمانہ زیر تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود هے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارهویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا هے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ' کریت (خریدا گیا) ' لبدهہ (دان‌میں ملا هوا) ' دایا دو پاگت (خاندانی) ' اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا هوا) '

آهت (روپیه دے کر اپنے پاس رکھا هوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا هوا)، یدهه پراپت (لڑائي میں پکڑا هوا)، پنیجت (جوے وغیرہ میں جیتا هوا)، پربرجیاوست (سادهو هونے کے بعد بگڑ کر بنا هوا)، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا هوا)، بڑواهریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا هوا)، اور آتم‌بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچھه کماتا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق هوتا تھا - کچھه لوگ غلاموں کو چوری کر کے انهیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نه تھی - یہه غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رهتے تھے - تہوهار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو غلام تندهي سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھه بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھه رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے هوے تھے - یاگیه‌ولکیه اسمرتی میں لکھا هے که زبردستی غلام بنائے هوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نه کر دے تو راجه انهیں آزاد کرا دے - کوئي سانحه پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صله میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - نارد اسمرتي میں تو یہاں تک لکھا هوا هے که آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحه ۲۴۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جاے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحط زدے غلام دو گائیں دےکر، آٹھ غلام روپئے دےکر، لڑائی میں پکڑے ہوئے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ہوئے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا ' اب تو میرا غلام نہیں ہے ' - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توہمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توہمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

هندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - آتھرو وید میں تسخیر، تالیف، تخویف وغیرہ کا ذکر موجود هے - راجہ کے پروهت آتھرو وید کے عالم هوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - همارے زمانہ زیر بحث میں ان توهمات کا بہت زور تھا - بان نے پربھاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا هے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا هے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، گنڈے باندھتی تھی، گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھہ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج‌پتر پر لکھے هوے منتروں کے جنتر باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسینے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا هے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی‌مادھو میں لکھا هے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - "گوڈوھو" میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر هے - ان اسباب سے ظاهر هوتا هے

---

(۱) بان کا هرش چرت صفحہ ۱۵۲ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۱۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توهمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈائکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوی کے سورتھو تسو ' نامی کاویہ سے ظاهر هوتا هے کہ راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھی -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ هوگا - زمانہ قدیم سے هی هندوستانیوں کے اطوار بہت هی پسندیدہ اور نیک رهے هیں - میگاستھنیز نے لکھا هے کہ وہ لوگ سچ بولتے تھے ' چوری نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں مردی میں ایشیا میں ان کا کوئی همسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انہیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھی نہ هوتی تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہیں تھی - همارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش کردار هونے کی خوب تعریف کی هے - هیونسانگ لکھتا هے کہ هندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور هیں - وہ کسي کا مال غصب

10

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ھے کہ ھندوستان کے لوگ ھمیشہ حق کی حمایت کرتے ھیں ' حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ھے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام ھیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے ھیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال ھوتا جاتا ھے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبداللہ بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ھوے لکھتا ھے کہ ھندوستان کی آبادی بہت گھنی ھے ' وھاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے ھیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ھے کہ براھمن اچھے تاجر اور حق پرور ھیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ھیں - وہ طویل‌العمر ھوتے ھیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رھتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -
(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -
(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ہیں - بعض اوقات براهمن بھی ضعیف ہو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براهمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ہے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ہے - (۱)

ہندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ہو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنہیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوہر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - راماین اور مہابھارت میں ہی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ہے - ہمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتی اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

---

(۱) سی وی وید، ہسٹری آف میڈیول انڈیا، جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا هے کہ راج شری کو بودهه اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمتر کا تقرر هوا تها - بہت سی عورتیں بودهه بهکشو بهی هوتی تهیں جو یقیناً بودهه عقائد سے کما حقہ واقف هوتی هوں‌گی - شنکرا چاریہ کے ساتهہ شاسترارتهہ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور هے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بهی لاجواب کر دیا تها - مشہور شاعر راج شیکهر کی بیوی اونتی‌سندری علم و فضیلت میں یگانہ روزگار تهی - راج‌شیکهر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے هوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا هے وهاں تین مقامات پر اس نے اونتی‌سندری کی رائے کا بهی حوالہ دیا هے - اونتی‌سندری نے پراکرت میں مستعمل هونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بهی بنائی جس میں هر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی هی تصنیف سے پیش کی تهی - هیم چندر نے اپنی دیسی نام‌مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے هیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکهر اپنے خیالات یوں ظاهر کرتا هے - "مردوں کی طرح عورتیں بهی شاعرہ هوں - ملکہ تو روح میں هوتا هے' وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں' ارباب نشاط' پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماهر اور شاعرہ دیکهی جاتی هیں (۱) - همارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ھوئی ھیں - ان میں سے کچھہ
کے نام یہہ ھیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ،
سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ھي نہیں ،
عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی -
بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی
لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب
لکھی -! فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر
دی جاتي تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا ، وغیرہ
سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱)
تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل
سکتي ھیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی
عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ
جس وقت ھون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا
گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی -
ھرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان
کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس وتی مختلف شگون جاننے والے
جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور
مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری ہیونسانگ سے خود ملی تھی - اُس زمانہ کے ناٹکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ہے - سیاح ابوزید نے لکھا ہے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تھیں، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتھہ عورتیں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے - عورتیں فوجی ملازمت بھی کرتی تھیں، اور راجاؤں کے ساتھہ دربار، ہوا خوری، لڑائی وغیرہ میں شریک ہوتی تھیں - وہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتی تھیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ہے - دکھن کے پچھمی سولنکی وکرما دتیہ کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع ہوئی تھی - اور فن سیاست میں اتنی ماہر تھی کہ چار صوبوں پر حکومت کرتی تھی - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعہ کا محاصرہ بھی کیا تھا - اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن نہ تھا - البتہ البتہ تحقیق ہے کہ راجاؤں کے محلوں میں ہر خاص و عام کو جانے کی اجازت نہ تھی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ہوا - شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وہاں اونچے خاندانوں میں گھونگھٹ اور پردہ دونوں ہی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ہوا وہاں پردہ یا گھونگھٹ کا رواج بھی نہ چلا - آج بھی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ہندوستان میں کہیں پردہ نہیں ہے اور کہیں ہے بھی تو برائے نام -

شادي

منو اسمرتی میں ، جو ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے بن چکی تھی آٹھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براهم ، دیو ، آرش ، پراجاپتہ ، آسر ، گاندھرو ، راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو هي مرجح کہا ہے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو ہی جائز کہا ہے - هاریت اسمرتي میں تو صرف براهم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ، سردار اور اهل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کلچوری راجہ گانگیے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ہونے کا ذکر ملتا ہے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے - شکنتلا اس وقت بالغ ہو گئی تھي - گریهیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ہے - اس سے صاف ظاهر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ۱۲ بتلائي ہے - راج سری کی عمر شادي کے وقت ۱۴ سال تھی - کادمبری سے معلوم ہوتا ہے

کہ مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادي کے قابل تهي - هاں همارے دور متعہدہ کے آخری حصہ میں کم‌سنی کي شادیوں کا آغاز هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدهوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تها ' لیکن متروک بهی نہ هوا تها - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتي میں بدهوا بواہ کا ذکر موجود هے - وشنو نے یہاں تک لکها هے کہ باکرہ بدهوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا هو وہ جائداد کا وارث بهی هے - پراشر تک نے لکها هے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادهو بن گیا هو' لا پتہ هو گیا هو ' ذات سے خارج هو گیا هو ' یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وہ دوسری شادی کر سکتي هے - مشہور جین منتری وستوپال تیجپال کا بیوہ سے پیدا هونا مشہور هے - یہہ رواج رفتہ رفتہ کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پہننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکهتا هے کہ عورت بیوہ هو جانے پر شادي نہیں کر سکتی - بدهواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بهي عام عورتوں سے جدا هوتے تهے - بان نے راج شری کے بیوہ هو جانے پر اس کا ذکر کیا هے - آج بهي اونچی ذاتوں میں بدهوا بواہ کا رواج نہیں ' مگر نیچی ذاتوں میں عام هے -

رسم ستي

ستی کا رواج همارے زمانہ کے کچهہ پہلے شروع هو گیا تها - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا – ہرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی – ہرش چرت میں اس کا ذکر موجود ھے – راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ' پر ہرش نے اُسے روک لیا – ہرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ھے – اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ‌سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ھے – البیرونی لکھتا ھے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ھیں ' یا ستی ہو جاتی ھیں – راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نہ ہوں تو ستی ہو جاتی ھیں" (۱) – سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا – یہہ امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا –

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی – اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی – ویدویاس نے منو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ھے وہ پڑھنے لائق ھے – اُس کا لب‌لباب یہہ ھے – عورت شوہر سے پہلے اُٹھہ کر گھر صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پکائے ' شوہر کو کھلاکر پوجا کرے – تب خود کھائے ' باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے – شام کو بھی گھر میں جھاڑو

(۱) البیرونی جلد ۱ – صفحہ ۱۵۵ –

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ھے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ھے ' وھاں دیوتا رھتے ھیں - اُسی میں لکھا ھے - آچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ھے ' لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل تعظیم ھے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ہم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ' پرمغز اور بلندپایہ تھا - علماے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ' صرف و نحو ' آیورویدہ ' نجوم ' ریاضیات ' نظریات ' صنعت و حرفت ' سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھہ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ' ناٹک ' ناول ' قصے ' کہانیاں ' علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ' تامبے پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بهاشا عوام کی زبان تهی - یہی بول چال کی زبان تهی - اس کا ادب بهی بہت ترقی کر چکا تها -

(۳) جنوبی هند میں اگرچه علما میں سنسکرت کا رواج تها ' مگر وهاں بول چال کی زبان دراوڑی تهی جس میں تامل ' تلگو ' ملیالم ' کنازی وغیرہ زبانیں شامل تهیں - همارے زمانه میں ان زبانوں کا ادب بهی ترقی کے شاهراہ میں گامزن هوا - اب هم سلسله وار ان تینوں بهاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے هیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے همارا دور مخصوص ترقی کر چکا تها - همارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون هو چکا تها ' لیکن اس زمانه میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رهی - هم اس زمانه میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہه هے که عیسیٰ کی قبل چهٹویں صدی میں پانڈنی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہه حوصله نہیں هوا که وہ پانڈنی کے اصولوں سے منحرف هو ' کیونکه پانڈنی کو لوگ مہرشی سمجهتے تهے ' اور سب کو ان سے عقیدت تهی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تها - یہه حالت زمانه قدیم سے چلی آتی هے - جبهی تو پتنجلی نے بهی پانڈنی کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانِنی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں ، اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن ، کالی داس ، بھاس ، اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ، ناٹک ، اپنیاس ، کتھائیں ، وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رهی هیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا هے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف رامایں اور مہابھارت کے واقعات سے هی ماخوذ هیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے هیں -

کراتارجن — اس کا* مصنف بھاروی ساتویں صدی میں هوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے هے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں ' سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی هے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف هے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے هیں - ایک شلوک میں تو "न" کے سوا اور کوئی حرف هی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त هے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف هے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا هے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج ' فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں ید طولی رکھتا هے -

بھٹی کاویہ — اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ خوار تھا ' ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ھے - اس کے ساتھہ ھی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ھے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ھاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدي کے دوسرے نصف میں ھوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات ' لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ھے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ھے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ھے ' بھاروی لطافت معنوی میں یکتا ' دنڈی محاسن شاعری میں فرد ' لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ھے" -

نلواودے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ھے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبي ھے - قافئے صرف آخر میں نہیں ' وسط میں التزاماً لائے گئے ھیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ھے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ھیں - ھر ایک شلوک کے دو معنی ھوتے ھیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ھے ' دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھي کاویہ موجود ھیں -

پارشوابهیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکهن کے راشترکوٹ راجہ اموگهہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکهی - اس کی خوبی یہہ هے کہ پارس ناتهہ کے حالات کے ساتهہ کہیں آخری بند ' کہیں پہلا اور چوتها بند ' کہیں پہلا اور تیسرا بند ' اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگهدوت سے لیا هے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگهدوت کو شامل کر دیا هے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا هونے دی - اس کتاب سے میگهدوت کا صحیح متن معلوم هو جاتا هے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پرهے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے هیں ' لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارهویں صدی میں لکهی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکهتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکهایا هے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا هے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر هے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے هیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا هے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی هے -

ان کے علاوہ اور بهی کتنی هی رزمیہ نظمیں همارے زمانہ زیر بحث میں لکهی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل ہیں - مشہور شاعر چھیمیندر نے "راماین منجری" "بھارت منجری" اور "دس اوتار چرت" "سمے ماترکا" "جاتک مالا" "کوی کنٹھ آبھرن" "چتربرگ سنگرہ" وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا "جانکی ہرن" ہردت کا "راگھو نیشدھی" منکھ کا "شری کنٹھ چرت" ہرش کا "نیشدھ چرت" وستوپال کا "نر نارائن آنند کاویہ" راجانک جے رتھ کا "ہر چرت چنتامن" راجانک رتناکر کا "ہر بجے مہاکاویہ" دامودر کا "دتی نیمت" باگ بھٹ کا "نیمی نروان" دھننجے کا "دوی سندھان مہاکاویہ" سندھیاکر نندی کا "رام چرت" ولہن کا "وکرمانک دیو چرت" پدم گپت کا "نو ساہسانک چرت" ہیم چندر کا "دویا شرے مہا کاویہ" جیانک کا "پرتھوی راج بجے" سوم دیو کی "کیرتی کومدی" اور کلہن کی "راج ترنگنی" صدہا رزمیہ نظمیں ہیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ہیں -

مجموعہ لطائف و ظرائف

ہمارے زمانہ میں لطائف و ظرائف کے کئی اچھے مجموعہ ہو چکے تھے - آمت گتی (۹۹۳ ع) کے "سوبہاشت رتن سندوہ" اور بلبھ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے "سوبھا

---

(۱) کئی علما اسے چودھویں صدی کی تصنیف مانتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں ہوا تھا امر کوش کی "ٹیکا سروسو" نام کی تشریح میں "سوبہاشتاولی" کے اجزا نقل کئے ہیں -

شتاولی، کے علاوہ ایک بودھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر تامس نے "کویندر بچن سمچے" کے نام سے شائع کیا ہے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے - ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے - بودھوں اور جینیوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں، اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۶۰۰ع سے قبل کتنی ہی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں - مشہور زمانہ "پنچ تنتر" بھی تیار ہو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا -- ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے - اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے "برہت کتھا" بھی موجود تھی جسے "گناڈھ" نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - ڈنڈی، سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں ' برہت کتھا منجری '
کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت
سوم دیو نے بھی ' کتھا سرت ساگر ' کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی
اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا -
اس کا تیسرا ترجمہ بھی ' برہت کتھا شلوک سنگرہ ' کے
نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال ' پچیسی ' ' سنگھاسن
بتیسی ' اور شوک بہتری ' وغیرہ قصص کے مجموعے بھی
ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم
سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور
وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے
ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا
ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی
نثر کے ناول یا ' آکھیائکائیں ' بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ
سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان
شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات
ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی
زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ
تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - ڈنڈی کوی
کی تصنیف ' دش کمار چرت ' سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و
رواج ' عام تہذیب ' راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام
برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھو کا بنایا ہوا "واسودتا" بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو، پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے "ہرش چرت" اور "کادمبری" بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں - "ہرش چرت" ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرھے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان ہردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اِس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اُس کا قصہ ثانی اس کے بیٹے پلن بھٹ نے لکھ کر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کر دی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتش خوار ہیں سوڈھل کی "أدے سندری کتھا" اور دھن پال کی "تلک منجری" بھی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے ہیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوی) تصانیف کا خاص درجہ ہے — سب سے مشہور "نل‌چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا — سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے — راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے —

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چھٹوھی صدی میں پیدا ہوا اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے — پانڈی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے — زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا — ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی — مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھہ کٹکا" بلندپایہ ناٹک ہے — اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں — قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشنا" نام کے دو ناٹک لکھے — افراد کی تشریح اور اقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجہ کے ہیں – اس کا تیسرا ناٹک ' ناگانند ' ہے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے – اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانہ زیر تنقید میں ہوا – بھوبھوتی برار کا رہنے والا براہمن تھا – اس کے تین ناٹک ' مالتی مادھو ' ' مہابیر چرت ' اور ' اُتر رام چرت ' موجود ہیں – ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے – ' مالتی مادھو ' میں ' شرنگار رس ' (حسن و عشق) ' ' مہابیر چرت ' میں ' بیر رس ' (دلاوری) اور ' اُتر رام چرت ' میں ' کرونا رس ' (درد و غم) غالب ہے – مگر جذبات درد کے اظہار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر تفوق ہے – اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے – اُس کے ناٹکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں – بھٹ نارائن ہے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ہوا – اس کا ' بینی سنگھار ' ناٹک بہت اونچے درجہ کا ہے – اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے – چنانچہ ' ویر رس ' اس کی خصوصیت ہے – ' مدرا راکشس ' کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا – یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ہے – اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے ۔ راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وظیفہ‌خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے – وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

چھہ عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ہے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ہے - اس کے ' بال راماین ' اور بال ' مہابھارت کا ' موضوع تو نام سے ہی ظاہر ہے - اس کا تیسرا ناٹک ' ودھہ شال بھنجکا ' ایک ظرافت آمیز ناٹک ہے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا ' ہنومان ناٹک ' لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ہیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) ' پربودھہ چندرودے ' نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ہے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ہمسر نہیں - اس میں قناعت ' عفو ' حرص ' طمع ' غصہ ' تکبر ' حسد ' نگاہ باطل وغیرہ افراد ہیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اہم کہہ سکتے ہیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ہیں - مراری کا لکھا ہوا ' انرگھہ راگھو ' بلھن کا لکھا ہوا ' کرن سندری ' (ناٹکا) ' چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - ' کراتار جنی ' (ایک ایکٹ کا ناٹک) ' کرپور چرت ' (بھانر - مذاقیہ ڈراما) ' رکمنی پرنے ' (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - ' ترپرداہ ' (ڈم - شیطانی ڈراما) ' هاسیہ چوڑامنی ' (ظرافت کا ڈراما) اور ' سمدر منتھن ' (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوہان راجہ

وگرہ راج ' کا لکھا هوا ' هرکهلی ناٹک ' سومیشور کا ' للت وگرہ راج ' پرمار راجہ دهارا برش کے بهائی پرهلادن دیو کا ' پارتهہ پراکرم ' وغیرہ اچھے ڈرامے هیں - ان کے علاوہ اور بهی صدها ناٹک لکھے گئے ' جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

(چهہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بهی همارے زمانہ میں اچهی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع ' رنگ (رس) اور لهجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف هوئیں - ممت نے ' کاویہ پرکاش ' لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکهہ سوری نے لکھا - گوبردهن آچاریہ کا ' دهون آلوک ' بهاما کا ' النکار شاستر ' - راج شیکهر کی ' کاویہ میمانسا ' هیم چندر کا ' کاویہ انوشاسن ' باگ بهٹ کا لکھا هوا ' کاویہ انوشاسن ' اور ' باگ بهٹ النکار ' ادبهٹ کا ' کاویہ النکار سنگرہ ' رودرٹ کا ' کاویہ سنگرہ ' بهوج کا ' سرسوتی کنٹهہ آبهرن ' خاص طور پر ذکر کے قابل هیں - اس موضوع سے متعلق همارے زمانہ میں بهی کئی کتابیں تصنیف هوئیں - چهند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجها جاتا ہے - اس پر بهی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی هیں ' جن میں پینگل اچاریہ کا ' پنگل چهند سوتر ' سب سے قدیم ہے - همارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بھوشن ' ھیمچندر کا ' چھند انوشاسن ' اور چھیمیندر کی تصنیف ' سوورت تلک ' قابل ذکر ھیں -

هم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ' ناٹک ' اوپنیاس ' تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ھوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسري نظر

سنہ ۹۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقي کے درجہ پر پہونچا ھوا تھا - کاویہ ' صنائع ' چھند شاستر (علم عروض) ' ناٹک ' سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ' درد ' وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بڑی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ' کراتارجنیي ' سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ' ھرش چرت ' میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری هندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی — صرف نظم سے متعلق کتابیں هی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں — اتنا هی نہیں، هم دیکھتے هیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش هے — اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی —

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اهمیت دی جاتی تھی — وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن هی اولی اور اول سمجھا جاتا تھا — سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل هو چکی تھی — پانڈی کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے بارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے — شرب ورما کا "کاتنتر ویاکرن" بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا — اس پر سات تفسیریں مل چکی هیں — هم دیکھتے هیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن هندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رها — پنڈت هونے کے لئے ویاکرن میں ماهر هونا لازمی تھا — همارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلی درجہ کی کتابیں لکھی گئیں — سب سے پہلے پنڈت

جیادتیہ اور بامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانئی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا — یہہ بہت مفید تصنیف ھے — بھرت ھری نے بھاشا شاستر (علم‌اللسان) کے نقطہ نگاہ سے ویاکرن پر 'واکیہ پردیپ' نام کی ضخیم کتاب لکھی اور 'مہابھاشیہ دیپکا اور مہابھاشیہ تریدی' نام کے خطبے بھی تیار کئے — اس زمانہ تک 'اُنادی سوتر' بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنہ ۱۲۵۰ ع میں اجل‌دت نے لکھی — پانئی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی لکھی گئیں — چندر گومن نے سنہ ۹۰۰ ع کے قریب 'چاندر ویاکرن' لکھا — اس میں اس نے پانئی کے سوتروں اور مہابھاشیہ سے بھی مدد لی ھے — اسی طرح جین 'شاکتائن' نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی — مشہور جین عالم ھیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے ھی زیادہ مبسوط 'سدھہ ھیم' نام کا ویاکرن لکھا — جین ھونے کے باعث اُسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں کیا — اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدھا چھوٹی چھوٹی کتابیں مرتب ھوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ھیں: وردھہ مان کی لکھی ھوئی 'گن رتن مہو ددھی' بھاسروگیہ کی لکھی 'گن کارکا' بامن کی لکھی ھوئی 'لنگانوشاسن' ھیم چندر کی لکھی ھوئی 'اُنادی سوتر برتی' دھاتو پاتھہ' 'دھاتو پارائن' 'دھاتو مالا' اور 'شبد انوشاسن' وغیرہ —

لغت

هم اوپر لکھہ چکے هیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں ' بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا — اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا — اس لئے لغت کی ضرورت محسوس هوئی اور کئی لغت بنے — اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھہ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ھے — کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی ھے — امر سنگھہ کا مرتب کیا هو امر کوش جو منظوم لغت ھے نہایت مشہور تصنیف ھے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا ھے — یہہ ' کوش ' اتنا مقبول هوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع هوئیں ' جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا ھے — بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ھے — پرسوتم دیو نے ' ترکانڈ شیش ' کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا — یہہ بہت هی مفید مطالب مجموعہ ھے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں — اسی مصنف نے ' هاراولی ' نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ع کے قریب سمجھنا چاهئے - شاشوت کا لکھا ہوا "انیکارتھہ سمچے" بھی نہایت کارآمد تصنیف ھے - هلایدهہ نے سنہ ۹۵۰ع کے قریب "ابھی دھان رتن مالک" نام کی لغت لکھی - اُس میں کل ۹۰۰ شلوک ھیں - دکھنی عالم یادو بھٹ کا "بیجینتی کوش" بھی اچھي کتاب ھے - اس میں الفاظ ' حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف‌وار لکھے گئے ھیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی "نام مالا" مہیشور کی "بشو پرکاش" اور منکھہ کوي کی "انیکارتھہ کوش" وغیرہ مجموعے بھی تیار ھوئے - ھیم چندر کا "ابھی دھان چنتا منی" معرکةالارا تصنیف ھے جو اُسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ھے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - اِس کا نام "نگھنٹ کوش" ھے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکلپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

همارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقي کی انتہا تک پھونچا ھوا تھا - اس کے قبل هندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیاے "ویشے شک"

سانکھیہ ، یوگ ، پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) — پانڈی نے نیائے سے ، نیائک ، کا استخراج کیا ہے — سبھی شعبے منتہائے عروج پر تھے — ان کے — علاوہ بودھ اور جین فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا — قوم کی خوشحالی ، ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ کو فروغ ہو — سنہ ۶۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتھہ) مرتب ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی لکھی جا چکی تھیں —

نیائے درشن

نیائے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی ہوں — اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی ہے —

دلیل ، وہم ، علت ، وہ شے جو ثابت کی جائے ، تمثیل ، حقیقت ، بحث ، حجت ، تحقیق ، مقدمہ ، مناظرہ ، اعتراض ، دلیل فاسد ، انحراف ، تذلیل ، تردید —

دلیل کے چار اقسام ہیں — بدیہہ (پرتیپکش) ، قیاس (انومان) ، تقابل (اُپما) ، اور شہادت (شبد) —

بدیہہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ہیں — معنوی امور کی دلیل وید ہیں — وید منجانب خدا ہیں — اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پرمئے (وہ اشیاء جو ثابت کي جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء ذہنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کي تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ہیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (اِرادہ) دویش (منافرت)، پریتن (سعی)، سکھہ، دکھہ اور علم حقیقی، آتما کے ارکان ہیں - آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے - دنیا کا خالق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد، مقدار، تشخیص، اتصال، انفصال، ادراک، ارادہ، علم وغیرہ صفات ھیں مگر مستمر صورت میں – پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق همارا جسم پیدا هوتا ھے – عناصر خمسہ حواس کی تخلیق هوتی ھے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین –

نیاے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح هوگا کہ هندو نیاے شاستر محض منطق نہیں ھے بلکہ پرمیوؤں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ھے – مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں –

نیاے شاستر کا مصنف گوتم تھا – اس کے نیاے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی – اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکھی – یہہ تفسیر نیاے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ھے – واسودتا کے مصنف سوبندھو نے مل ناگ، نیاے استھتی، دھرم کیرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا ھے – قیاساً یہہ سبھی ساتویں صدی کے آغاز میں هوئے هوں گے – اُدوتکر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکھی، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدیانا چارج نے تاتپریہ پری شدھی نام سے لکھی – سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب "کسمانجلی" لکھی – اس میں اس نے نیاے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ھے – دنیا میں مسئلۂ توحید پر جتنی کتابیں لکھی گئی ھیں

اُن میں اس کا بھی شمار ہے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ہے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں، سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رہنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ہے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب "بودھہ دھکار" لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیاے شاستر سے تعلق رکھتی ہیں -

سنہ ۴۰۰ع سے نیاے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ہوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیاے کہتے ہیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رہنے‌والے دھرم‌پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں "نیاے بندو" نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ہیم‌چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ہیں - ہاں تبت میں بودھہ نیاے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ہیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ہو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ہوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے "تتو چنتامن" لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رهی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ہو - مہرشی کناد اس کے بانی ہیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھہ مماثلت ہے - دونوں ایک ہی فلسفہ کی دو شاخیں ہیں اور اُصول میں نیائے کہنے سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں - کیونکہ گوتم کے نیائے میں استدلال کا رنگ غالب ہے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایکسا ہیں - نیائے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ہے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھہ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مفردات) نو ہیں - زمین ' پانی ' روشنی ' ہوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث ہیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود ہیں - من قدیم ہے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص ہیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھہ صرف چھہ ہیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ "نیستی" ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ، مزہ، بو، احساس، تعداد مقدار، تجرد، وصل، فصل، تقدم، تاخر، ثقل، رقت، التزام، سماع، تکلیف، راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ہے دوري، قبض، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیاں نہیں - مادہ قدیم اور لافاني ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسي ارادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست پاد کا "پدارتھہ دھرم سنگرہ" غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں "پدارتھہ دھرم سنگرہ" کي ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیایے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئي ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کي

علامت ہے ' – اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوئی ہے – آتما هی پرش ہے – وہ عمل سے خالی ' شاهد ' اور فطرت سے جدا ہے – سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں ہے – اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل هیں – ' پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہانتو (عقل) ' اهنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی –

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے – بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا – سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا – واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' پر ' سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی – اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی هیں اور جو ملتی بھی هیں وہ همارے دور کی نہیں – یہہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بڑی کثرت سے تھے – عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے – ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' اُس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاهر هوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے هیں – اُپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ھے اس سے تو وہ موحد معلوم ھوتا ھے پر ایشور درشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ھے -

یوگ

یوگ وہ درشن ھے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ھو جانے کے طریقے بتلائے گئے ھیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ھی کی تائید کی گئی ھے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ھیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور ھے - اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ھے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ھوتا ھے : جہالت ، انانیت ، خواھش ، کینہ ، اور الفت - ھر ایک آدمي کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ھے - ان مفرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ھیں - یوگ کی عملیات کي مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل ھو جاتا ھے اور بالاخر نجات حاصل کر لیتا ھے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زمان سے آزاد ھے - دنیا دارالمحن ھے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہہ ھیں - تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ، تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ھے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وھی خیال ھے جو سانکھیہ کا ھے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ھیں -

اس درشن کا هندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے هي اس کے مقلد هو گئے - یوگ سوتروں کی "ویاس بھاشیہ" کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا "یوگ سار سنگرہ" بھی ایک مستند تصنیف ھے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش هو گئی اور جسم کے اندر کئي چکر بنا ڈالے گئے - هتھہ یوگ، راج یوگ، لے یوگ، وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ھے کہ پہلے میمانسا کا نام نیاے تھا - ویدک اقوال کے باھمي مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیاے کے نام سے مشہور تھے - "آپستمب دھرم سوتر" کے نیاے سے پورب میمانسا ھی مقصود ھے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق "سار سنگرہ" نامی کتاب لکھی جو "نیاے مالا وستار" نام سے مشہور ھے - اسي طرح

واچسپتی نے ' نیائے کنی کا ' نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم ' قربانیوں ' یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وحدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما ' برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے ' شبد ' یا آواز کو قدیم مانتے ہیں ' نیائے والے حادث ' سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکهی گئی - کچهه زمانه کے بعد میمانسا کے دو حصے هو گئے - اُن میں ایک کا بانی کمارل بهٹ ساتویں صدی میں هوا - اس نے میمانسا پر "تانترا وارتک" اور "شلوک وارتک" دو کتابیں تصنیف کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودهوں پر اعتراضات کئے - مادهو اچاریه نے اس موضوع پر "جیمنیه نیاے مالا وستار" نام سے ایک معرکةالارا کتاب لکهی - اس فلسفه کا نام پورب میمانسا اس لئے پڑا که "کرم کانڈ" (شریعت) اور "گیان کانڈ" (معرفت) میں سے سابق کی اس میں تفصیل کی گئی هے - اس لئے نهیں که یه "اُتر میمانسا" یعنی ویدانت سے پهلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی همارے دور میں سب سے زیاده اشاعت هوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں کی تصانیف کی طرح بهت پهلے بن چکے تهے - اس کی سب سے قدیم تفسیر جو بهاگری نے لکهی اب موجود نهیں - دوسری تفسیر جو شنکراچاریه نے لکهی وه موجود هے -

شنکراچاریه اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریه نے اس دور میں مذهبی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا - مذهبی انقلاب کا مختصر ذکر هم اوپر کر چکے هیں - انهوں نے ویدانت میں "ادویت واد" یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نه هونا اتنے محققانه اور مجتهدانه انداز سے ثابت کیا که

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھہ ذکر آتا ہے جسے سنکراچاریہ نے بہت اہمیت دےکر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے ' ویدانت سوتر ' گیتا اور اُپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال ' لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا ' بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھہ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور ' جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو ہی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — ہمہ اوست — کا اصول قائم کیا - برہم ہی دنیا کی علت اور معلول دونوں ہے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی ہیں وہ سب خیالی اور عارضی ہیں - برہم کا وجود روحانی ہے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ ہے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاہری صورتیں ہیں - جیو اور برہم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال ہے کہ یہہ برہم کی فرضی صورت ہے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان ہوتا ہے اسی طرح ازلی اور لطیف برہم میں ہم مغالطہ آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے ہیں - یہہ عالم نہ تو برہم کی حقیقی صورت ہے اور نہ اس کا فعل یا معلول ہی - مایا کے باعث ہی برہم مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے - برہم کے ساتھہ مایا کے مل جانے ہی سے جیو بنتا ہے - گیان سے مایا کا پردہ دور ہو جاتا ہے اور حقیقی ایشور رہ جاتا ہے - مایا ایک ناقابل بیان شے ہے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودھہ دھرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودھہ ثانی کہتے ہیں - اگرچہ بودھہ دھرم کے زوال کے ساتھہ بودھہ فلسفہ کا بھی انحطاط ہو گیا تھا پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برہم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رمانج اور ان کا وشست ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانیج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اِسے ہم وششت‌ادویت واد کہہ سکتے ہیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برھم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں - اس فرقہ میں اگرچہ برھم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں - جیو اور برھم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

ہے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی ہے اسی طرح جیو بھی برہم ہی سے نکلتا ہے - برہم واحد ہے اور کثیر بھی - وہ صرف علامت ہے - اس فلسفہ کے بنیادی اصول سانکھیہ درشن ہی کے اصولوں سے ماخوذ ہیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ ہے - اسے "بھیدا بھیدواد" یا دویت‌ادویت بھی کہتے ہیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل "دویت‌واد" کے نقطہ سے کی اور "شری بھاشیہ" لکھا - انہوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ ہوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت ہوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں ہی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے بھی سات پرانے اُپنشدوں، بھگوت گیتا، بھاگوت پران، اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے "تتو سنکھیان" نامی کتاب میں کیا ہے - انہوں نے ایشور، جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا ہے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذہبی صورت ہی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح ہمارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقی کی – مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کی تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئے – اگر چہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت واد سب پر حاوی ہے – اُس کا ایک نتیجہ یہہ بھی ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں – مایا واد کے اس عقیدہ نے ہندؤوں کے جو پہلے ہی بودھہ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے ہوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھی تک قائم ہے –

چارواک

ان چھہ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے – چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ہے – اس کے سوتروں کا مصنف برہسپتی زمانہ قدیم میں ہو گزرا تھا – بودھوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقہ کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی – نہیں کہا جا سکتا یہہ فرقہ کب تک منتظم صورت میں قائم رہا – اتنا تحقیق ہے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہہ فرقہ اتنا مطعون نہ ہوا تھا کہ اس سے اغماض کیا جا سکے –

بودھہ فلسفہ

بودھہ دھرم کا زوال شروع ہو گیا تھا لیکن بودھہ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا – بودھہ دھرم کے آغاز کے ساتھہ

ہی اس کا فلسفہ معرض وجود میں نہ آیا تھا - بودھ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھ دھرم کے اصولوں کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں -

جین درشن

جین فرقہ کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی ہیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھ ہی دنوں میں جین فلسفہ نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - پھر بھی یہاں اُن کے خاص مذہبی اصول "سیاد باد" کا کچھ مختصر تذکرہ کرنا ضروری ہے -

انسان کا علم غیر یقینی ہے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین ہی کے ذریعہ وہ ہر ایک چیز کی صورت قائم کرتا ہے جو اس مغالطہ سے مبرا نہیں - اس لئے یہ لازمی نہیں کہ اُن کے مشاہدات ہمیشہ صحیح ہوں - اگرچہ وہ انہیں صحیح سمجھ رہا ہو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز ہوا ہے - وہ ہر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے ہیں - (۱) شاید ہو (۲) شاید نہ ہو (۳) شاید کسی صورت میں ہو کسی صورت میں نہ ہو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا ہو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں ہو' کسی صورت میں نہ ہو' پر ناقابل اظہار ہو — غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے —

اُس زمانے کی علمي ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمي تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضح ہوگا کہ سبھی عقائد اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں — اگر ادویت واد منتہائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے — ایک طرف اگر بقائے روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے — ادھر نیائے' ویدانت' یوگ توحید کي اشاعت کر رہے تھے' تو دوسری طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا — پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے —

مغربی فلسفہ پر ہندوستاني فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ خارج بھی ہے — ہمیں تو صرف سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुत: ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ھے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ھی اہم ھے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ھے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ھے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ھے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ھے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ھے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ھے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث هندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما هندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھیلس ' ایمپی ڈاکلس ' ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الٰہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ھے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -

(۲) ڈاکٹر ارن فیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ٦٥ -

(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -

(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کرینگے -

شلیگل نے لکھا ھے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ھندوستانی فلسفہ کے شمس نصف النہار کے سامنے ایک ٹمٹماتے ھوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ھنٹر نے لکھا ھے کہ ھندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ھے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ھے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ھوتے ھیں (۲) -

مسز ڈاکٹر ایبسنٹ لکھتی ھیں : ھندوستان کا علم الذھن یورپ کے علم الذھن سے زیادہ مکمل ھے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ھے کہ ھندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ھے (۴) -

---

(۱) ھسٹری آف لٹریچر -
(۲) ھنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن نیشنل یونیورسٹیز اِن انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ ء -
(۴) ھسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براھمن میں لکھا ہے کہ فی‌الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ھوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ھوتے ھیں (۱) - زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسیٰ سے بھی قبل ' بردھہ گرگ سنگھتا ' اور جینیوں کی ' سری پنتی ' وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ھو چکی تھیں - ' آشولائن سوتر ' ' پارسکر گرہ سوتر ' مہابھارت اور ' مانو دھرم شاستر ' میں جوتش کی کتنی ھی باتیں ماخوذ ھیں - عیسیٰ کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل ' سوریہ سدھانت ' تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی ' پنچ سدھانتکا ' میں کیا ہے - وہ موجود ہے - حال کا ' سوریہ سدھانت ' اس سے جدا اور جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ع) اپنی ' پنچ سدھانتکا ' میں اُن پانچ سدھانتوں پولش ' رومک ' وسشت ' سور ' اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم‌الاعداد ھی

---

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاتا چاریہ ' سنگھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا " آریہ بھٹی " لکھی - اُس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ بھٹ بھی ہوا جس نے " آریہ سدھانت " لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں " رومک سدھانت " غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع تک کی فلکیاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برھم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب " براھم اسپھٹ سدھانت " اور " کھنڈ کھاد " لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی هے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل هے - اس نے گیارهویں باب میں آریہ بهٹ کا تبصرہ کیا هے - اس کے کچھہ برسوں کے بعد مشهور عالم لل هوا جس نے اپنے " لل سدهانت " میں آریہ بهٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے هوئے لکها هے کہ اگر زمین گردش کرتی هوتی تو درخت پر سے اڑا هوا پرند اپنے گهونسلے میں پهر نہ جا سکتا - (۱) لیکن لل کو شائد معلوم نہ تها کہ زمین مع ماحول کے گردش کرتی هے - اگر یہہ بات اسے معلوم هوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بهدا اعتراض نہ کرتا - لل کے بعد همارے دور میں چترویدی پرتهودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ع کے قریب برهم گپت براهم سپهٹ سدهانت " کی تفسیر لکهی - سنہ ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے " سدهانت شیکهر " اور " دهی کوتد " (علم الاعداد) " برن نے برهم گپت کے " کهنڈ کهاد " کی تفسیر اور بهوج دیو نے " راج مرگانک " لکهے - برهم دیو نے گیارهویں صدی کے آخر میں " کرن پرکاش " نام کی کتاب مرتب کی -

همارے دور کے آخر میں مشهور جوتشی مهیشور کا فرزند بهاسکراچاریہ هوا - اس نے " سدهانت شرومنی " " کرن کوتوهل " " کرن کیسری " " گرہ گنت " " گرہ لاگهو "

---

(1) यदि च भ्रमति क्षमा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतन्तः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

ہ کہان بہاسکر ' ہ سوریہ سدھانت ویاکھیا ' اور ہ بہاسکر دیکشتی ' لکھے – ہ سوریہ سدھانت ' کے بعد ہ سدھانت شرومنی ' مستند کتاب مانی جاتی ہے – اس کے چار حصے لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیاے اور گولادھیاے ہیں – پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ہیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ہیں – بہاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ہونے اور اس میں قوت کشش کے ہونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ہے – وہ لکھتا ہے :–

" کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم ہوتا ہے – ہماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ہے – انسان کو اس کے محیط کا بہت ہی چھوٹا حصہ نظر آتا ہے – اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ہے " (۱) –

" زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے – اسی لئے سبھی چیزیں اس پر گرتی ہوئی نظر آتی ہیں " (۲) –

---

(۱) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् स्वस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے هی بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا هے که دیکھه کر حیرت هوتی هے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا هے -

اس سے معلوم هوتا هے که همارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں همارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھه اصولوں کا ذکر کیا هے - ڈبلیو ڈبلیو هنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے هندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں "سند هند" کے نام سے ترجمه کیا (۱) - خلیفه هارون رشید اور المامون نے هندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمه کرایا (۲) - اهل یونان کی طرح اهل هند بھی عربوں کے استاد تھے - آریه بھٹ کی کتابوں کے ترجمه کا نام "ارض بحر" رکھا گیا (۳) - چین میں بھی هندوستانی جوتش کا بہت رواج هوا - پروفیسر ولسن نے لکھا هے - "بروج فلکی کی تقسیم، شمسی اور قمری مہینے، سیاروں کی رفتار کا تعین، طریق الشمس، نظام شمسی، زمین کا روزانه اپنے محور پر گردش کرنا، چاند کی رفتار

---

(۱) هنٹر - انڈین گزیٹیر صفحه ۲۱۸ -

(۲) مل - هسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحه ۱۰۷ -

(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحه ۲۵۵ -

اور زمين سے اس کا فاصلہ ' سياروں کے درجوں کي پيمائش اور گرهن کا حساب ' وغيرہ ايسے مسائل هيں جو غير مہذب قوموں ميں معدوم هيں '' (۱) -

پهلت جوتش

هندوستان ميں نہايت قديم زمانہ سے لوگوں کو پهلت جوتش پر اعتقاد رها هے - پهلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے هے جو سياروں کي گردش اور محل وقوع سے انسان پر پڑتے هيں - برهمنوں اور دهرم سوتروں ميں بهي کهيں کهيں اس کا حوالہ ملتا هے - اس علم کي قديم تصانيف نايات هيں - بہت ممکن کہ وہ تلف هو گئي هوں - ' بردهہ گرگ سنگهتا ' ميں بهي اس کا کچهہ ذکر آيا هے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تين حصوں ميں منقسم هے - تنتر ' هورا اور شاکها - تنتر يا اصولي نجوم کا ذکر اوپر کيا جا چکا هے - هورا اور شاکها کا تعلق پهلت جوتش سے هے - هورا ميں زائچہ وغيرہ سے انسان کي زندگي کے متعلق مساعد يا نامساعد حالات پر غور کيا جاتا هے - شاکها يا سنگهتا ميں پچهل تاروں ' شهاب ثاقب ' شگون اور ساعت وغيرہ کي تشريح هوتي هے - وراہ مہر کي ' برهت سنگهتا ' پهلت جوتش کے لئے مستند هے - اس ميں مکان بنوانے ' کنوئيں اور تالاب کهدوانے ' باغ لگانے '

---

(۱) مل - هسٹري آف انڈيا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

مورتی قائم کرنے اور ایسے ہی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج ہیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پہلت جوتش ہی پر ' برھت جاتک ' نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - سیاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا ہی اس کتاب کا خاص موضوع ہے - سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پہلت جوتش کے متعلق ' ہورا کھٹ پنچاشکا ' نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیریں لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں ' رتن مالا ' اور ' جاتک پدھتی ' نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم‌الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم‌الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - ہم دیکھتے ہیں کہ چھٹویں صدی تک ہندوستان علم‌الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی ' ہسٹری آف میتھمیٹکس ' میں لکھا ہے " یہ امر قابل غور ہے کہ ہندوستانی علم‌الاعداد نے ہمارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم‌الحساب دونوں کا عمل اور انداز ہندوستانی ہے ' یونانی نہیں – علم‌الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ہندوستانی علم‌حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ہی طرح مکمل ہیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برہمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں ہیں – بدنصیبی سے ہندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچي ہوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا –

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا ہے " ہندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ہے – ہندوستانی حساب وہ ہے جس کا ہم آج بھی استعمال کرتے ہیں –

علم‌الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ‌خیز ہوگا – ہندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم‌الاعداد کا ہے – دنیا میں علم حساب ' نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی ہے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ہے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ہے – یہہ ترتیب اہل ہند نے ہی لگائي اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں

پھیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم هوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد هونے کے متعلق کچھہ لکھنا بے محل نہ هوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں ' وصیت ناموں ' سکوں ' اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا هے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی هی تھی جیسی اب هے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان هی بنایا جاتا تھا - علیٰ هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رهتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دهائی کی عدد لکھکر اس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۴ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسی ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کی عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد ایکائی کی عدد رکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کی علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھی آڑی (یا نیچے کو مڑی ہوئی) لکیر جوڑی جاتی تھی اور ۳۰۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علیٰ ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ طریقہ کب رائج ھوا ، اِس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰ ،

اور ۲ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تها هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بهی زیادہ پیچیدہ تها - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تهے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انهیں تین عددوں کے بار بار لکهنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تهے - ایک سے نو تک کهنے کے لئے ایک کو نو بار لکها جاتا تها - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کهڑی لکیریں کهینچی جاتی تهیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکهتے تهے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکهتے تهے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بهی ایک ایک تصویر مخصوص تهی - لاکهہ کے لئے مینڈهک اور ۱۰ لاکهہ کے لئے ایک انسان هاتهہ پهیلائے هوئے بنایا جاتا تها - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم‌الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تهی -

فنیشیا کا رسم العدد بهی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بهی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکهنے کی زحمت کو کچهہ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

پیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ، یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے هندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو ، دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے هزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو هیرےتک کہتے هیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی هیرےتک اعداد سے هی نکلے هیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق هے جو شاید زمانہ کا اثر هو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اهل یونان صرف دس هزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اهل روم ایک هزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے هیں ، دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاهر کرنے کے لئے هوتا هے - اس میں ۱ ، ۵ ، ۱۰ ، ۵۰ ، ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں هیں جن کو رومن اعداد کہتے هیں - آج کل هر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف هے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ، حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

ہونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انہیں اعداد کی بدولت ہوئی ھے اور اس کا موجد ھندوستان ھے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ھٹتا دی جاتی ھے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جاتی ھے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھڑوں عدد ' ۱ ' ھی کے ھیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ھے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ھیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ھے - اهل هند نے اس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسیٰ کی چھٹویں صدی تک قدیم هندی رسم العدد کا ھی استعمال کیا گیا ھے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ھے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اهل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے ' پنچ سدھانت کا ' میں جدید اعداد ھی دئے ھیں - اس سے ثابت ھے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اهل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برھمت سنگھتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ھے ' اقتباس کیا ھے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھی استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدی کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۶۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اکائی کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئی علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملی ھے جس میں اعداد طرز جدید ھی سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدی کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کی قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کی ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھی تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی ' یونانی ' عربی قومیں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفہ ولید کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (سنہ ۷۰۵-۷۱۵ع) - اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہہ فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق ' انسائکلوپیڈیا برٹنیکا ' میں لکھا ہے " اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ فن عدد کی تخلیق ہندوستان میں ہوئی ہے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھہ جنہیں ایک ہندوستانی سفیر سنہ ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا ' یہہ اعداد عرب میں داخل ہوے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانہ سے اس کا رواج بڑھنے لگا " -

" یورپ میں یہہ مکمل اعداد معہ صفر عیسوی کی بارھویں صدی میں رائج ہوے اور اُن اعداد سے بنا ہوا علم حساب ' الگورتھمس ' (الگورتھم) نام سے مشہور ہوا - یہہ غیر مانوس نام محض ' الخوارزمی ' کا لفظی ترجمہ ہے جیسا کہ رنیاڈ نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم‌الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو " بھارتیہ پراچین لپ مالا " صفحہ ۱۱۰-۱۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمہ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربی یورپ میں میکسمس پلینڈوڈس نے رائج کیا - ' زیرو ' لفظ عربی کے ' صفر ' سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے ' صفر ' کو ' چفرو ' کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : " اہل ہند اپنے رسم‌الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ' اُسی طرح اعداد ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنہیں ' انک ' کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۶ -

شمار کر سکتی — اہل عرب بھی ایک ہزار تک ہی شمار کر سکتے ہیں — اس موضوع پر میں نے ایک علاحدہ کتاب لکھی ہے — ہندو ہی ایسی قوم ہے جس کے اعداد ایک ہزار سے زائد ہیں — وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے ہیں جیسے ' پراردھہ ' کہتے ہیں — میں نے ایک کتاب لکھ کر بتلایا ہے کہ اہل ہند اس علم میں ہم سے کس قدر آگے بڑھے ہوئے ہیں " (۱) —

علم حساب کی جو تصانیف موجود ہیں وہ پیشتر جوتش کے اُنہیں علما کی ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں — آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' براہم اسپھت سدھانت ' میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل ہیں — اِن کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھی اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے — عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ہے — اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' تراشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر محدود ' کٹک اور شریڑھی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ہے —

(۱) البیرونی انڈیا — جلد ۱ صفحہ ۷۷ — ۱۷۴

الجبر و المقابله

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا هي نهيں الجبر و المقابله کا بهی استعمال کیا جاتا تها – مندرجه بالا کتابوں میں همیں الجبر و المقابله کے مذهبی اصولوں کے بیانات ملتے هیں – اس علم کا بهی اِسی ملک میں ارتقا هوا تها – مسٹر کاجوری نے لکها هے که الجبر و المقابله کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بهی هندوستان میں هي یهه علم حاصل کیا تها – یهه خیال که هندوستان نے یونان سے یهه علم حاصل کیا غلط هے – هندوستانی اور یونانی الجبر و المقابله میں بہت سے اختلافات هیں – هندوستان نے بارهویں صدی تک الجبر و المقابله کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وه یورپ میں سترهویں صدی میں رائج هوئے – هندوستانیوں نے الجبر و المقابله میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تهے جن میں کچهه یهه هیں –

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال –

(۲) مربع مساوات کی تسهیل –

(۳) ترتیب کے قواعد – اهل یونان ان سے واقف نه تهے –

(۴) ایک درجه اور کئی درجوں کے مساوات –

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابله دونوں کا ارتقا هو –

بھاسکراچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ—

۰ = ۰ ÷ ع ؛ ۰ = √۰ ؛ ۰ = ۲ ؛ ع = ۰ × ع

ہندوستان سے ہی جبر و مقابلہ کا علم اہل عرب کی وساطت سے یوروپ پہونچا - پروفیسر مونیر ولیمس کہتے ہیں کہ جبر و مقابلہ ، علم خط ، اور علم نجوم ہندوستانیوں ہی کی ایجاد ہے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں ہوئی (۲) -

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بھی ہندوستان میں بہت ترقی کی تھی - قدیم ہندوستان میں علم خط کا ذکر بودھائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ہے - قربانگاہوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا - یگیہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروہت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا ہے - یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا - علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل ہیں جو ہمارے زمانہ تک ایجاد ہو چکی تھیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث قائم‌الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ہے وتر کے مربع کے -

---

(۱) انڈین وزڈم - صفحہ ۱۸۵ -
(۲) ونے کمار سرکار - ہندو ایچیو مینٹس ان اکزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) $\sqrt{\ }$ کی اصلي قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃالاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ، دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برهم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے هوے قوس تک کے عمود کے معلوم هونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ھے -

(۱۰) مخروطی اور هلیلجي اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ، لل ، اریہ بھٹ (ثانی) ، وراہ مہر ، برهم گپت ، مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ، سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے هوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ھے - جبر و مقابلہ کي طرح یعقوب نے علم‌الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے هندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انھوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں " برت پاد " کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ھے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ھے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ھے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاص تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھہ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ھیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{۱}{۳۳۷۵}$ حصہ تک کا عمل کیا ھے -

اهل هند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان‌الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت هندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجۂ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ھمیں علم بدن ، علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ھے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ھی نہیں

چند انسانی کی ہڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ہے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوہستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے، اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ہیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ہوئی ہیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ہیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ہے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ہے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ہے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ہے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ہے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ہو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ہیں -

ہمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ہیں - ۱ اشتانگ سنگرہ ' اور ۱ اشتانگ ہردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ۱ اشتانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ ہی ہے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا ہے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے ' مادھو ندان ' نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ھے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ھے - برند کے ' سدھہ یوگ ' میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ھے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے ' چرک ' اور سشرت ' کی تفسیر لکھنے کے علاوہ ' سدھہ یوگ ' کی بنیاد پر ' چکتسا سار سنگرہ ' نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے ' شارنگ دھر سنگھتا ' لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ھیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ھے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں ' شبد پردیپ ' ' اور ' نگھنٹو ' مشہور ھیں - ہمارے یہاں علم‌الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ھڈیوں ' رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ھے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - ' سشرت ' میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس ' بھاردواج ' اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ہے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے - ' ونے پتک ' کے مہابگ میں لکھا ہے "اشوگھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا" (۲) - اس زمانہ میں ' جیوک ' نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ہے - اُس نے بھگندر ' امراض سر ' کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - ' بھوج پربندھ ' میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے - نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اہل مقدرت کے لئے چاندی ' سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تیز ' چکنے ' مضبوط ' خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا عاموں کے لئے مختلف آلات کی دھار ' قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے صاندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

---

(۱) यद्यासं दिवोदासाय वर्त्ति भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १ २-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے هوتے تھے - قطع کرنے والے ' چیرنے والے ' پانی نکالنے والے ' رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے ' دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے ' فصد کھولنے والے ' نشتر لگے هوے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - همارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی هیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی هے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھہ دیا هے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رهیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا هے - بواسیر ' بھگندر ' امراض رحم ' امراض بول ' امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ هیں برن وستی ' وستی یدنتر (شیشہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ) ' پشپ یدنتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے) ' شلاکا یدنتر ' نکھہ آکرت ' گربھہ شنکو ' پرجنن شنکو (زندہ بچے کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ ' سرپ مکھہ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا هے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا هے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال ہوتا تھا - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تھا کہ وہ زہریلی تو نہیں ہے - غشی کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دی جاتی تھی - ناسور اور پھوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال ہوتا تھا - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑھ کے مرض میں کیا جاتا تھا - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا ہے وہ یہی ہے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تھے - دانت اکھاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا ہے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تھا - دودھ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تھے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بڑی انہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا ہے کہ یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں ہندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

---

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحی کے شائق ہوں وہ ناگری پرچارنی پتریکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چھپے ہوئے "پراچین شلیہ تنتر" مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) وائز - ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا ، گج آیوروید ، گج درپن (ہاتھیوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برہسپت کی تصنیف گج ہکشن ، گووید شاستر (مویشیوں کا علاج ، جےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل ، کی تصنیف شالی ہوتر شاستر ، اشو تنتر ، گن کی تصنیف اشو آیور وید ، اشولکشن ، وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہہ کتابیں زیادہ‌تر ہمارے ہی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل ، (۲) پیدائش ، (۳) اصطبل کا انتظام ، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات ، (۵) ان کے عیب و ہنر ، (۶) ان کے جسم اور اعضا ، (۷) ان کی بیماری اور علاج ، (۸) ان کے فصد کھولنے ، (۹) ان کی خوراک ، (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے ، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ھی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ھندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ھندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انہیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ھے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ھوا ھے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ھیں اور قریباً ۲ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ھے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ھیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ھیں - ساتویں دن وہ کالے ھو جاتے اور دو ھفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ھیں - تین ھفتہ میں ان کے دانتوں میں زھر پیدا ھو جاتا ھے - سانپ ۶ ماہ میں کینچل چھوڑتا ھے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ھوتے ھیں - ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ھے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماھر ھے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ھے (۱) -

ھمارے دور میں جین عالم ھنس دیو نے "مرگ

---

(۱) ونے کمار سرکار - ھندو ایچیومنٹس ان ازیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر'' نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہ‌تر غاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، ہرن، گیدڑ، بندر، چوہا، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھ، ہنس، باز، سارس، کوا، اُلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ تولید، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ھے (۱) -

شفاخانے

ھندوستان والوں ھی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاھیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاتلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ھے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ھیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ھے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ھے - یوروپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ھوا تھا - ھیونسانگ نے بھی تکش شلا ، متی پور ، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ھیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ھندوستانی آیوروید کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ھی ھے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ مجھے یقین ھے کہ ھندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ھے اور پنڈت دی وجے راگھواچاریہ ، ترپتی مدراس سے مل سکتی ھے -

(۲) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وهاں سے یوروپ میں داخل هوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل هو کر ابھی تک قائم هے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوهے هندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتنی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سورے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا هے - هارون رشید نے کئی هندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے هی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا ممنون هے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هر بلاس سارا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۲۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۲۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -



میں کہا تھا - "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائي کے موئدوں میں تھے" - سرولیم هنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب، اندروني اعضا، پٹھوں، رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی، نباتاتی اور کیمیائي ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیع و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرهیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ ہدائتیں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے، پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق، بھگندر، بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سیل لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوے لکھتے ہیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، مثلاً انھوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انھیں سے سیکھی" (۲) -

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۰۱ -
(۲) بیور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھہ هندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی – دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھہ' دھرم' کام اور موکش مانے گئے هیں – یعنی دوست' مذهب' خط نفس اور نجات – کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود هیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم ہے – واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے هیں جو اس کے قبل هو چکے تھے – اُن میں سے بعض یہہ هیں :– اودالک' (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت' بابھرو' دتک' سوبرن نابھہ' گھوتک مکھہ' گونردی' کچمار' وغیرہ – ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے همارے دور سے کچھہ قبل کام سوتر لکھا – اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق' مردوں اور عورتوں کے اقسام' لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے هیں – مرد الھڑ' کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے – بیوی اپنے شوهر سے اور شوهر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے' عورت کا فرض کیا ہے' خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاهئے' ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے –

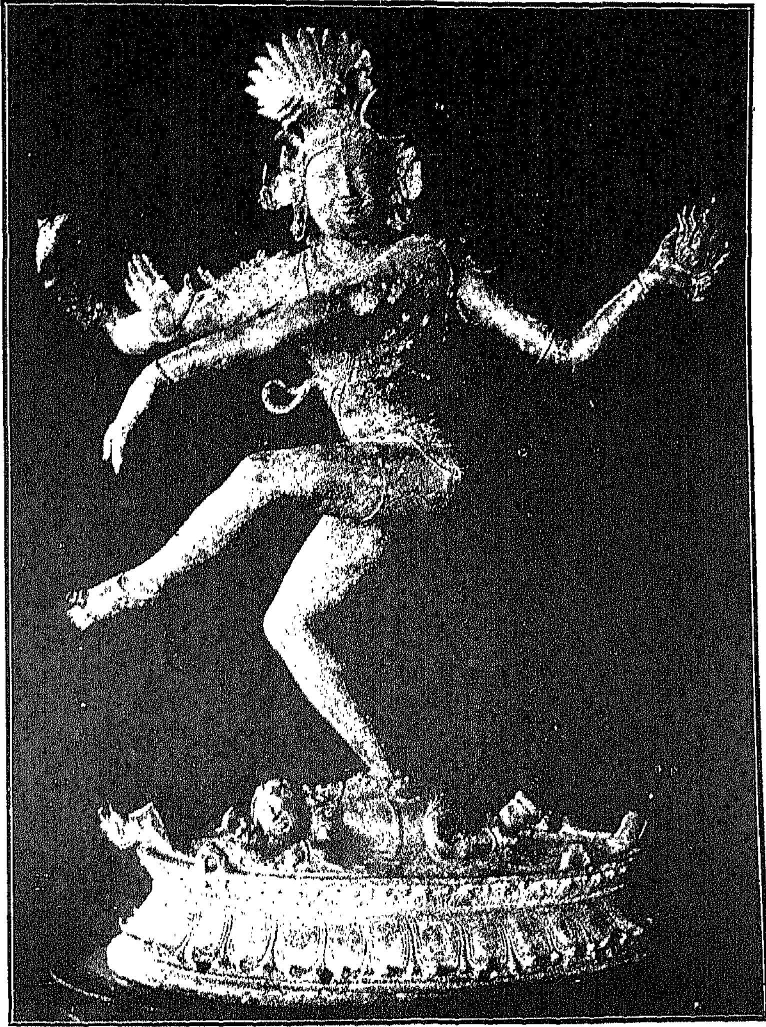
کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ھے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ' زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ھیں - ان ابواب سے واضح ھوتا ھے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ' اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ھمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے " رتی رھسیہ " لکھا - آج کل کے ھندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ھیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے " پنچ سایک ' نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ھوا " ناگر سربسو ' بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ھے - ھمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ھندوستان نے زمانہ قدیم سے ھی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ھی ھے جو سام گان کے نام سے مشہور ھے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام‌گان ھوتا ھے - شارنگ دیو کی " سنگیت رتناکر ' اس فن کی مستند تصنیف ھے - مصنف نے اس میں ھمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماهروں کے نام دئے هیں - سداشیو ' شیو ' برهما ' بهرت ' کشیپ ' متنگ ' یاشتک ' درگا ' شکتی ' نارد ' تمبرو ' وشاکهل ' رمبها ' راون ' چهیتر راج ' وغیرہ - اس سے ثابت هوگا کے همارے دور کے قبل موسیقی رفعت کے کس درجه تک پهونچ چکی تهی -

همارے دور میں بهی موسیقی پر بہت سی کتابیں لکهی گئیں جو آج مفقود هیں - مگر ان کا پته شارنگ دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا هے - مندرجه بالا ناموں کے علاوہ رودرٹ (۹۵۰ ع) ' نان دیو (۱۰۹۶ ع) ' سومیهش (۱۱۷۰ ع) ' راجه بهوج (اگیارهویں صدی) ' پرمردی (چندیل - ۱۱۲۷ ع) ' جگدے کمل (۱۱۳۸ ع) ' لولت ' ادبهت (۸۰۰ ع) ' شنکک ' ابهی‌نوگپت (۹۹۳ ع) ' اور کیرتی دهر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بهی لکهے هیں - سنگیت رتناکر دیوگری کے راجه سنگهن کے دربار کے استاد شارنگ دیو نے تیرهویں صدی کے آغاز میں لکها تها - اس لئے وہ همارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان هے - اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر ' باجوں کی چار قسمیں ' سروں کی آواز ' اور قسم ' تال ' لے ' زمزمه ' گتکری ' راگ ' گیت وغیرہ کے عیب و هنر ' رقص اور اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور صدها امور کا بیان کیا گیا هے جن سے همارے زمانه کے فن موسیقی کی ترقی کا پته چلتا هے -



(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

صفحہ ۱۵۷

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشٹادھیائی کے مصنف پانینی (سنہ ۶۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونتل' کوھل وغیرہ اساتذہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس' کالی داس' بھوبھوتی' وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنینانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر' یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالآرا تصنیف' جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں' کوٹلیہ کا ارتھہ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبول کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے۔ ہمارے دور کے آغاز میں کامندک نے "نیتی سار" نام کی کتاب نظم میں لکھی۔ کامندک نے کوتلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے "نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، راجہ، وزیر، مجلس، شوریٰ، قلعہ، خزانہ، سزا، اور اتحاد۔ راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ہیں جن میں "دش کمار چرت"، کراتارجن، اور "مدرا راکشس" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی۔ ہندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کا ذکر ہم آیندہ کریں گے۔

سنسکرت کا ''دھرم'' ایک جامع لفظ ھے - انگریزی یا فارسي میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذھب دونوں اس میں شامل ھو جاتے ھیں - ھمارے دھرم شاستروں میں مذھبی قواعد ھي نہیں' ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ھیں - ھمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتي ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ھوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ھمارے دور کی تفسیروں میں ''میگھا تتھی'' (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ھیں - اس اسمرتی کا نفاذ ھندوستان ھی میں نہیں' بلکہ جاوا' برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ھوا تھا - ھمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتي کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ھے - اس کے تین ابواب ھیں (۱) آچار ادھیائے (شرع)' بیوھار ادھیائے (عمل)' اور پرائشچت ادھیائے (کفارہ) - آچار ادھیائے میں چاروں برنوں کے فرائض' حلال و حرام' زکوۃ' شدھی' رد بلا' راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ھے - بیوھار ادھیائے میں قانون سے متعلق سبھي امور سے بحث کی گئی ھے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے' الزام' شہادت' صفائي' قرض کا لین دین' سود' سود در سود' تمسک اور دیگر تحریرات' شہادت اولی' قانون متعلق وراثت' عورتوں کے جائدادی حقوق'

حدود کے تنازعے، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باهمی قصے، مشاهرہ، قمار بازی، درشت کلامی سخت سزا دینے، زنا، اور جرائم کی تعزیرات، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی هے - پرائشچت ادهیاے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی هے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارهویں صدی میں وگیانیشور نے "متاکشرا" نام سے لکھی - متاکشرا کو اس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب هوگا - وگیانیشور نے هر ایک مسئلہ کی موشگافی کی هے - موقع موقع پر اس نے هاریت، شنکھہ، دیول، وشنو، وسشٹ، یم، ویاس، برهسپتی، پاراشر، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی هیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں همارے دور میں تصنیف هوئیں - لکشمی‌دهر نے بارهویں صدی میں "اسمرتی کلپ‌ترو" ایک کتاب لکھی - یہہ اسمرتیاں مذهبی هدایتوں کا بڑی کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا هے جس سے معلوم هوتا هے کہ یہہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع هو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھہ‌شاستر میں اس کے لئے "وارتا" نام آیا

هے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ہیں ' لیکن زمانہ سابق میں ' پیداوار ' هی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم هی اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئی ہو - ہاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بیشمار تصانیف موجود ہیں - زراعت کے متعلق ' پادپ بوکشا ' ' برکش دوهد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند ' کرشی پدهتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود ہیں - فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن ' چکر شاستر ' چترپت ' چلارکل ' پکشی منشیہ آلے لچھن ' رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل ہیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما دزویادی بچن ' سکل ادهکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بهرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دهار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ ' مے شلپ ' اور ' وشو کرمی شلپ ' خاص طور پر قابل ذکر ہیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ' زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موضع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاپ میں مندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں "رتناوی پریکشا"، "رتن پریکشا"، "منی پریکشا"، "گیان رتن کوش"، "رتن دیپکا" اور "رتن مالا" خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہ خاص ہیں - "لوہ رتناکر"، "لوہارنو" اور "لوہ شاستر" - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب "چھیتر گنت شاستر" موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ھیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاھئے - یہہ زبان سنسکرت ھی کی بگڑی ھوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ھیں اور لنکا ' برھما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ھین یان بودھوں کی مذھبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچھائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ھی میں لکھے گئے تھے - ممکن ھے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ھوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بھیجے جانے پر وھاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ھو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ھوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ھو گئیں - ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتک اور اَپ‌بھرنش -

ماگدھي

ماگدھي مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تهی - قدیم ماگدهی اشوک کے کتبوں میں ملتی هے -
اُس کے بعد کی ماگدهی کی کوئی کتاب اب تک دریافت
نہیں هوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے
درجہ کے ملازم مثلاً دهیور ، سپاهی ، بدیشی ، جین سادهو
اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی هیں -
" ابهگیان شاکنتل " " پربودهہ چندرودے " بینی سنگهار " اور
" للت بگرہ راج " میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر
آتی هے - اِس زبان میں بهی کچهہ دنوں کے بعد
کئی قسمیں هو گئیں جن میں خاص " اردهہ ماگدهی "
هے - ماگدهی اور شورسینی کے مخلوط هو جانے سے هی
یہہ نئی قسم پیدا هو گئی - جینوں کے آگم نام کی
مذهبی کتابیں اسی اردهہ ماگدهی زبان میں هیں -
" پئوم چری " نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکها
گیا هے - راجہ اُدین کا قصہ بهی اسی زبان میں هے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متهرا کے قرب و جوار کے
علاقہ کی زبان تهی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور
مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا
گیا هے - " رتناولی " " ابهگیان شاکنتل " اور " مرچهہ کٹک "
وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود هیں - اس بهاشا
میں کوئی ناٹک نہیں لکها گیا - دگمبری جینوں کی
بہت سی مذهبی کتابیں اسی شورسینی بهاشا میں ملتی هیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی (سپت شتی)، پرور سین کی تصنیف "راون وہو" (سیت بندھہ)، واک پتی راج کی تصنیف "گوڑوہو" - اور ہیم چندر کی تصنیف "پراکرت دویاشرے" وغیرہ نظمیں اور "وجالگ" نام کی لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ہیں - راج شیکھر کی "کرپور منجری" میں جو خالص پراکرت کا ستک ہے، ہری اُدھہ (ہری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندی بردھہ) اور پوتس وغیرہ پراکرت کے مصنفوں کے نام ملتے ہیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا "کورم شتک" اور دوسرا "کورم شتک" بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ہوے "سرسوتی کنٹھہ آبھرن" نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات، سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گناڈھیہ کی کتاب ' بریہت کتھا ' ہے جو اب تک دستیاب نہیں ہوئے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوئے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتی کہتے تھے - اس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - ' مرچھہ کٹک ' ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتی) ' پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوئے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

اپبھرنش (مختلرط)

اپبھرنش بھاشا کا رواج گجرات ' مارواڑ ' جنوبی پنجاب '

راجپوتانہ ' اونتي ' مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ھے ' بلکہ ماگدھي وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ھوئی مخلوط بھاشا ھی کا نام ھے - راجپوتانہ مالوہ ' کاٹھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ھوئی صورت میں ھیں - قدیم ھندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلی ھے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ھیں اور زیادہتر منظوم ھیں - ان میں دوھے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ھے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب " بھوی سیتکہا ' ھے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ھوئی " سنجم منجری ' پشپ دنت کی تصنیف " تسٹھہ مہاپوری سگن النکار ' نیمندی کی لکھي ھوئی " آرادھنا ' یوگندر دیو کی تصنیف " پرمانم پرکاش ' ھری بھدر کی رقم کردہ " نیمی‌ناہ‌چریو ' وردت کی " ویرسامي چریو ' " انترنگ سندھی ' " سلساکھاین ' " بھوی کتمب چرتر ' " سندیش شتک ' اور " بھاونا سندھی ' وغیرہ بھی اِسی بھاشا کی کتابیں ھیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے " کمارپال پربودھہ ' رتن مندر ملي کی " اُپدیش ترنگنی ' لکشمن گاری کی " سپاسناہ چریم ' - کالی داس کے

---

(۱) بھوي سیت کہا ' دیباچہ صفحہ ۱ ۳۱-۲۹ (گائکواڑ اورینٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

« وکرم اُروشی » (چوتھا ایکٹ) هیم چندر کے « کمار پال چرت »، « کالکا چاریہ کہا » اور « پربندهه چنتا منی » وغیرہ میں جا بجا آپبھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے ۔ هیم چندر نے اپنے پراکرت وپاکرن میں آپبھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی ہیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے ہیں ۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا ۔ اُن مثالوں میں حسن و الفت، شجاعت، راماٸن اور مہابھارت کے ابواب، هندو اور جین دھرم، اور ظرافت کے نمونے دئے گئے ہیں ۔ اِس بھاشا کو جینوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالامال کیا ۔

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی ۔ همارے دور کے کچھہ پہلے ور روچی نے « پراکرت پرکاش » نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا ۔ اُس میں مصنف نے مہاراشٹری، شورسینی، پیشاچی اور ماگدھی کے قواعد کا ذکر کیا ہے ۔ لنکیشور کی لکھی ہوئی « پراکرت کام دھینو »، مارکنڈیہ کی بنائی ہوئی « پراکرت سربسو » اور چنڈ کی لکھی ہوئی « پراکرت لکشن » بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں ہیں ۔ مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن « سدهه هیم چندر انوشاسن » لکھتے ہوے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا ۔ اُس میں سدهانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھ کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ہے - اِسی طرح پیشاچی ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ہے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ہیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھن‌پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اطلاع اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ہے - مگر ہیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ہے - ہیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرہنگ ' دیشی نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں ' پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

ہیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے ‌ ابھی‌دھان پدیپکا ‘ نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی ہند کی دروڑ بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - دراوڑ بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں‌گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن ‌ تول کاپ پیم ‘ ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب ‌ نال دیار ‘ ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو وللوکر کا ‌ کرل ‘ ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف " چنتامن ' کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ھمارے دور کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پوتکیار	کل‌ولی‌ناتاپتو	ساتویں صدی
جے کونڈان	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدی
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	"

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا - زمانۂ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ھو گئے -

ہمارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں ہوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑی

تامل کی طرح کنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے ہی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود ہیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں "عروض" پر "کوی راج مارگ" لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذہبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود ہیں - ان میں سب سے معرکہ کی کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا ہوا "بسو پران" ہے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز ہے - کوی پمپ کا "پمپ بھارت" یا "وکرم ارجن وجے" ہمارے دور کی شاعری کی یادگار ہے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی ہمارے ہی دور میں کیا - اس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے ہوئے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج ہے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب ہے - اس کی پرانی

---

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۳۳۴ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم' طرز تعلیم اور تعلیمگاہوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ہندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیمیافتہ تھا - چین' جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ہندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ہندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک منگھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیمگاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم مٹھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم هوتا هے که هندوستان میں پانچ هزار مٹهه یا دارالعلوم تهے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تهے - هیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑهنے والے طلبا کی تعداد بهی درج کر دی هے (۱) - ذی علم براهمنوں کے مکانات اور جین سادهوؤں کے گوشے چهوٹے چهوٹے پاٹهه‌شالاؤں کا کام دیتے تهے - سلطنت کی طرف سے بهی مدرسے قائم تهے - اس طرح سارے هندوستان میں جا بجا چهوٹے بڑے مدرسے جاری تهے جن سے تعلیم کی کماحقه اشاعت هوتی تهی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چهوٹے چهوٹے مدرسے هی نه هوتے تهے زمانه حال کی یونیورسٹیوں کی همسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بهی قائم تهے - ایسے جامعوں میں نالندہ، تکش شلا، وکرم شیل، دهن‌کٹک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل هیں - هیونسانگ نے نالندہ کے جامعه کا مبسوط ذکر کیا هے جس کا خلاصه هم یہاں درج کرتے هیں - اس سے اُس زمانه کے تعلیم‌گاهوں کا کچهه علم هو جائے گا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدهه کے راجه شکرادتیه نے ڈالی تهی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بهی اس کی

---

(۱) رادها مکند مکرجی : هرش صفحه ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعه کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطئے تھے - انہیں مواضعات کی آمدني سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس هزار طالب علم اور ڈیرهه هزار اتالیق رهتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور متھه بنے هوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمناظرے تھے - اُس کے چاروں طرف بودهه علما اور مبلغین کی سکونت کے لئے چو منزله عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں ' چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھه کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وهاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھه بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے برعکس اُنہیں هر ایک ضروري چیز ' کھانا ' کپڑا ' دوا ' کتابیں ' مکان ' وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعه میں بودهه ادبیات کے علاوہ وید ' ریاضیات ' نجوم ' منطق ' ویاکرن ' طب ' وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وهاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاهدے کے لئے رسدگاهیں بنی هوئی تھیں - وهاں کي

---

(۱) بیل - بدهسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحه ۱۶۷ - ۶۸ -

آبی گهڑی مگدهه والوں کو وقت بتلاتی تهی - اس جامعه میں داخل هونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تها - یهه امتحان بہت سخت هوتا تها اور کتنے هی طلبا ناکام رہ جاتے تهے - پهر بهی دس هزار طلبا کا هونا حیرت کی بات هے - اس کے فارغ‌التحصیل طلبا مستند عالم سمجهے جاتے تهے - هرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالند سے ایک هزار علما مدعو کئے تهے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض‌بار جامعه کی هستی خاک میں مل گئی -



جامعه تکش شلا

هندوستان میں تکش شلا کا جامعه سب سے قدیم تها - پتنجلی ' چانکیه اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اناوق تهے - سب سے عظیم‌الشان بهی یہی اِدارہ تها - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تهی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تهے - ' مہاست سوم جاتک ' میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑهنے کا ذکر آیا هے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تهے اور رات کو پڑهتے تهے - کچهه طلبا کو اِدارہ کی طرف سے بهی کام دیا جاتا تها - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکهی جاتی تهی - مختلف جاتکوں سے معلوم هوتا هے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تها - اُس میں کچهه مضامین

یہہ ہیں : وید ، اٹھارہ علوم ، (پتہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ، ویاکرن ، صناعی ، فن‌حرب ، ہاتھی کا علم ، منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ہوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پاننی کی " اشٹ ادھیائی " حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد " دھاتو پاٹھہ " پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں ، دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جیادتیہ اور ورامن کی

"کاشکا ورتی" کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی۔ اِتسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی چاہئیں۔ اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں مصروف ہو جاتے تھے۔ "نیاے دوار تارک شاستر" (ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے انہیں صحیح استدلال اور "جاتک مالا" کے مطالعہ سے ادراک کی قوت پیدا ہوتی تھی۔ اتنا پڑھہ چکنے کے بعد طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا۔ اس کے بعد مہا بھاشیہ پڑھایا جاتا تھا۔ بالغ طالب علم اسے تین سال میں ختم کر لیتا تھا، بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ مہا بھاشیہ کی تفسیر، اور "واکیہ پردیپ" پڑھائی جاتی تھی۔ بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں لکھی۔ اُس کی تفسیر دھرم پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں کی تھی۔ اس کے پڑھہ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن میں منتہی ہو جاتا تھا۔ ہیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم کا ذکر کیا ہے۔ ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر ودیا منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا۔ اس کے بعد علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی۔ ما بعد نیاے اور آخر میں ادھیاتم ودیا (مابعدالطبیعات)۔ اِتسنگ لکھتا ہے "آچاریہ

'جن' کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور گن پربھہ نے 'ونے پتک' کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا" (۱) - یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں مصروف ہو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی پوری تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذھبی معاملات میں آزاد خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جنس طلبا کی دل‌شکنی نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کی کوشش کرتے ھیں (۲) -

علما میں علمی مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے -

---

(۱) ٹاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن انڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۱۸۱ اور واٹرس آن یوون‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۳۵ - ۵۵ -

(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانا کاشی میں ہوتا ہے -

---

تیسری تقریر

نظام سلطنت ' صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں ' گن راج ' بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاست بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلیپیکوں ' ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھہ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ' جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس ' ہر دل عزیز ' اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

رکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجہ بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے کہ مجلس شوری کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا هے مثلاً امور خارجیہ ' شعبہ حربیہ ' شعبہ عدالت ' شعبہ مالیات وغیرہ خاص هیں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ همیشہ مجلس شوری سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق هے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانہ میں براهمنوں اور دهرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ هوتا تھا - وہ سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دھیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحہ ۱۶۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی " شری کنٹھہ چرت " سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ، اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولیتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے " بھکتی ، (صوبہ) " وشے ، (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ھے ' مگر هم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ھیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براھمن سبھا میں سب براھمن شریک ہوتے تھے - بیاپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ھے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تلجور وغیرہ میں اب تک قائم ھیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ' آبپاشی ' تجارت ' مندر ' عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتی تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آب‌رسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنووں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد، اراکین کے عام انتخاب، شاخ سبھاؤں کی تنظیم، آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵۶ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۱۹۰۴-۵ صفحہ ۱۴۲-۴۵

جانب سے لا پرواہ هو گئی - سلطنت میں چاهے کتنے هی بڑے انقلابات هو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ هوتا تها اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رهتی تهیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ هوتی تهی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ هونے پاتا تها - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تها کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات هوے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبهائیں بهی هوتی تهیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تهیں (١) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تهے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تهیں - هرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا هے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا هے - براهمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تهیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن هوتا تها - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اهلکار هوتے تهے -

---

(١) واٹرس آن هیونسانگ جلد ١ - صفحہ ١٧٢ -

یاگیہ و لکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ھے، جن سے واضح ھوتا ھے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور با قاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریري اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ھے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ھونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ھوتھا تھا -

عورتوں کي سیاسي حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اھمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ھونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ھونے پر بھی لڑکی ھی باپ کی جائداد کي وارث ھوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ھوئی جائداد پر لڑکي کا کامل حق ھوتا تھا - منو نے اس کا ذکر کیا ھے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ھوے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ھندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ھندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمراٹ کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنہیں مہاراجہ ' مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمراٹ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے ' جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو ' اُپرک مہاراج ' کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استھانی ' وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا ' آیکتک ' کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشتھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامب پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو ' صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو ' راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

---

(१) मुद्रा शुद्ध' क्रिया शुद्ध' भुक्ति शुद्ध' सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्ध' च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بنشی راجہ رتھہ راج کاهیہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵)
ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے ہیں - جیسے مہتر (دیہی سبھا کے رکن) - گرامک (گانوں کا خاص حاکم)، شولکک (محاصل وصول کرنے والا اہلکار)، گولمک (قلعوں کا منتظم)، دھرواد ھی کرن (زمین کے محاصل کا افسر)، بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی)، تل واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہلکاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ہے - موجود کلارک کو اس زمانہ میں "دِور" یا "لیکھک" کہتے تھے - کرنک حال کے رجسترار کا کام کرتا تھا - ان عہدہ‌داروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ہوتے تھے - "دنڈپاشک"، چورودھرنک، وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کی کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ہوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ہوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہہ محاصل غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - "منڈپکا" (چنگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاہوں پر آنے والے مال، یا دوسری سلطنت سے آنےوالی چیزوں پر بھی محصول درامد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامنی ونائک وید کي هستري آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸-۲۱ اور رادھا کمد مکرجي - هرش - صفحہ ۱۰۳-۱۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں ' جیسا هیونسانگ نے لکھا ھے - اُس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ھے - ایک حصہ انصرام و سیاسی. امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رہتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں اِن پیمانوں کا ذکر کیا گیا ھے جیسے ' مان دنڈ ' ' نورتن ' ' پداورت ' وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی ھاتھہ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - هرش - ۱۱۲-۱۳ -
(۲) واٹرس هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -
(۳) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۲۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ' کنووں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاھوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

هندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ھوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ھوتے تھے - همیشہ جنگ ھو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ھوتی تھیں - ھرش کی فوج میں ساٹھہ هزار ھاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - هیونسانگ نے لکھا ھے کہ ھرش کی فوج کے چار حصے تھے - ھاتھی ' گھوڑے ' رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجیج ' بنایج ' سندھیج '

(۱) واٹرس هیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۷۰-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے هیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم هوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا هوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - هیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا هے - ملایا، جاوا، بالی وغیرہ جزیروں میں هندؤوں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم هونے کا پتہ چلتا هے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے محروسہات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - اسٹریبو نے هندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا هے - بحری فوج کے موجود هونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا هے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے هوے بحری فوج کا ذکر بھی کیا هے - هر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر هوتے تھے - کل فوج کا افسر "مہا سینا پتی"، "مہا بل ادھیکش"، یا "مہابل ادھیکرت" کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو "بھتاشو سینا پتی" کہتے تھے - سواروں کے افسر کو "برھدشوار" اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو "رن بھنڈا گار ادھی کرن" کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاھیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھي لیکن انتظامی عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھي اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکي حالت اور سیاسي نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ھمارے زمانہ مخصوص میں ھمیشہ نہ رھے - اس میں بڑی بڑي تبدیلیاں ھوئیں - ھم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ھندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - ھرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ھو گئیں - سولنکی، پال، سین، پرتیہار، جادو، گوھل، راٹھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ھندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھي - صدھا ریاستوں میں

---

(۱) سي وي وید ھسٹري آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۲۲-۵۵ -

(۲) رادھا کمد مکرجي - ھرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

پت جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئی تھی - قومیت کا احساس بہت قوی نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی - ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ہی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ہی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت تک وہی پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ' پروہت ' مہا دھرم ادھیکش (مذہبی معاملات کا افسر اعلیٰ) ' مہاساندھی وگرھک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ' مہا سیناپتی (سپہ‌سالار) ' مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاہی مہر رہتی تھی) ' مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ' وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ " مہا " کے استعمال سے واضح ہوتا ہے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رهتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھہ ریاستوں میں محض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا ھے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ھیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ھی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں "پراڈ ویواک" (افسر عدالت) ھی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ھے "کوئی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - اُنھیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براھمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براھمن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ھاتھہ اور داھنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کیا جاتا تھا" - اس سے تحقیق ہوتا ھے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

---

(۱) چنتامنی وِنائک وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۴۲۳-۵۴ -
(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۶۲ -

فوجی انتظام میں کچهه تبدیلی پیدا هو رهی تهی - مستقل فوج رکهنے کا رواج کم هوتا جاتا تها - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑهتا جاتا تها - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تهے - پچهلے زمانه کے تامبے پتروں سے بهی معلوم هوتا هے که اس زمانه میں بهی سینا پتی ' هاتهی ' گهوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیره رهتے تهے - (۱)

باهمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تها - سندهه تو آتهویں صدی هی میں مسلمانوں کے قبضه میں چلا گیا تها - اور گیارهویں صدی تک پنجاب بهی لاهور تک اُن کے هاتهه میں جا چکا تها - بارهویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیره ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری هو گئی اور کچهه عرصه بعد ممالک متحده ' بنگال ' دکن ' وغیره صوبوں پر بهی اسلامی اقتدار قائم هو گیا - اور رفته رفته بیشتر هندو ریاستیں تباه هو گئیں -

مالی حالت

هم پہلے هی کہه چکے هیں که هندوستان نے محض روحانیت میں درجه کمال نه حاصل کیا تها ' دنیاوی

---

(۱) سی وی ویدـ هسٹری آف میڈیول انڈیا ـ جلد ۳ ـ صفحه ۲۷۰ ـ

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کي مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاھتے ھیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

ھندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ھوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ھر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ، تالابوں اور کنوؤں کے ذریعہ سے سنچائی ھوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ھے جس کا نام ' سُویہ ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وھاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھہ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ھی نہیں ، اُس نے ھر ایک گانوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ھے - اِسی معائنہ کے مطابق ھر ایک گانوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ھے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ھے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ھوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ھو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک هو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - همارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندھہ بنوایا تھا - راجندر (۱۰۱۸-۳۵ع) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - همارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریا کے زمانہ میں گِرنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی هوتی رهتی تھی (۱) - بہتیرے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سنچائی بہت اچھی طرح هو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی هے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وغیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں هی نے بنوائے تھے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی هوتی تھی جو آج بھی رائج هے - آریوں کے ساتھہ یہہ رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

میں بھي داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ع) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائي - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتي اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھاني باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین‌الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق‌دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۳۰۱-۲ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھروچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں هندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھہ کیا ھے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آدریان کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی هذا اور بھی کتنے ھی بڑے بڑے شہر هندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحري راستے

هندوستاني تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے ھوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فنیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھہ هندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحري سفر کی ممانعت زمانہ ما بعد کی بات ھے - ھرش نے ھیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ ھزار هندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا ھے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ ھي سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي هندوز صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اهل هند مشاق تھے - اور زمانه قدیم سے اسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق هندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو هزار برس قبل بھی جهاز رانی سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکي راستے

خشکی راسته سے بھي تجارت بہت زیادہ هوتی تھی - تجارتی آسانی کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطه نگاہ سے بھی یہه سڑکیں کچھه کم اهم نه تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۹۰۰ میل کی تھی - یہه راس کماری تک جاتی تھي جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اهمیت تھی - همارے زمانه مخصوص سے بہت پہلے موریه راجاؤں کے زمانه میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولي سڑکیں تو هر چہار طرف تھیں - (۲) خشکي راسته سے صرف اندرونی تجارت نه هوتی تھی ، خارجي تجارت بھي هوتی تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا هے اندرونی اور بیرونی ، دونوں قسم کی تجارت دونوں راسته سے هوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافله کا ذکر پایا جاتا هے - خشکی راسته سے چین ، بابل ، عرب ، فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سپیریارٹي صفحه ۳۶۴ -
(۲) ونے کمار سرکار کي کتاب متذکرہ بالا - صفحه ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ هندوستان کی تجارت هوتی تھی - (۱) انسائکلو پیڈیا برٹنیکا میں لکھا ھے کہ یوروپ کے ساتھ هندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے هوتا تھا -

۱ — هندوستان سے پہلے مائرا نام کے شہر سے روم هوتا هوا شام کی طرف -

۲ — همالیہ کو پار کر کے آکسس هوتے هوئے بحر کاسپین اور وهاں سے وسط یوروپ - (۲)

هندوستانی تجارت



هندوستان سے زیادہتر ریشم ' چھینٹ ' ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ' اور هیرا ' موتی ' مسالے ' مور کا پر ' هاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے هندوستانی ململ نکلی ھے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث هندوستان اتنا فارغ البال هو گیا تھا - پلینی نے لکھا ھے کہ روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) هندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپیہ هندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

---

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ ع -
(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -
(۳) پلینی - نیچرل هسٹری -
(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار، کاشی، اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتی وقعت کچھہ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زمانہا ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے، لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ، چھینٹ، شال، دوشالے، وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اہل هند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فینیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ہے "دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ہے' لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یہہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا" - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون ہے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑھہ هزار سال گزر گئے هیں' پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رها ہے' یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا "جے استمبھہ' (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ہے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ہے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا هوا ہے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے هوے مسز مینڈنگ نے لکھا ہے کہ آج

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا – (۱) لوھے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا – سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے – ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا – بھانت بھانت کے جواہرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے – بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ہیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ہیں – اُن میں کئی ورق پنے اور ہیرے کے بنے ہوے ہیں اور پچی کاری کے طریقہ سے لگے ہوے ہیں – جواہرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ہیں – اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ہے – پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوٹے منھہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ہے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ہوئی ہے – سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ہیں – پیتل یا ھشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ہی مندروں میں موجود ہیں – اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انہیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی –

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا – جلد ۲ – صفحہ ۳۶۵ –

کانچ وغیرہ کی صنعت

دھاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے ہندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا ہے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - ہاتھی دانت اور سنکھہ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - استیورنس نے لکھا ھے کہ ہندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے ھیں کہ اہل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے ھیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت ہی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رہتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - آئین بھی ان جماعتوں

(۱) استیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲۱۲ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اهل حرفه یا دستکاروں هی کی نه هوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی هوئی تھیں - گوتم، منو اور برهسپتی (سنه ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچائت کا ذکر موجود هے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا هے - راجندر چول (گیارهویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کی پنچائت کو ۹۰ بھیڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں که وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گھی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که وکرم چول کے زمانه میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھی - پنچائتوں کا یہه طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تھا - بودھه تذکروں میں بڑی بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بہت سی پنچائتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول، گندھی، دھانک وغیرہ پیشهوروں کی پنچائتیں بھی قائم تھیں - یہه پنچائتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انهیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تھی - (۱)

---

(۱) دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز - صفحه ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھہ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا — پہلے هندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا — دوکاندار بھی تبادلہ ھی سے خرید فروخت کرتے تھے — سلطنت کی طرف سے اکثر اھل‌کاروں کو مشاهرہ بھی غلہ ھی کی صورت میں دیا جاتا تھا — سرکار بھی لگان غلہ ھی کی صورت میں لیتی تھی — اس انتظام کے باعث هندوستان میں سکے بہت کم بنتے تھے — سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی — هر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا — سکے بیشتر سونے ، چاندی یا تانبے کے ھوتے تھے — زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا — لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ ھوتا تھا — صرف ان کا وزن معین ھوتا تھا — ھاں ، ان پر آدمی ، جانور ، پرند ، سورج ، چاند ، دھنش ، تیر ، مینار ، بودھی درخت ، منگل ، بجر ، ندی ، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے ھوتے تھے — یہہ تحقیق نہیں ھے کہ یہہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچایتوں کی طرف سے —

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ھیں جو مالو قوم کے ھیں — ان کے بعد یونان ، شک ، کشن اور چھترپوں کے سکے ملتے ھیں — یہہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش ھیں — ان کے سکے سونے ، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بڑی بے احتیاطی سے چھتریوں کی نقل کی - ایک طرف چھتریوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ہنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ، گجرات، کاٹھیاوار، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انھیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش، گوہل بنسی، پرہار بنسی، تور بنسی، ناگ بنسی، (نرور کے) کاہڑوالوں، راشٹر کوٹوں، (دکن کے) سولنکیوں، جادووں، چوہانوں (اجمیر اور سانبھر کے)، اُدبھانڈپور (اوہند)، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لیئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے – بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی – اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے – مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا –

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت، تجارت، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا – اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی – شہری زندگی، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے – تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی – یہاں ہیرے، نیلم، موتی اور پنا کی کھانیں تھیں – مشہور کوہ‌نور ہیرا بھی اس زمانہ میں ہندوستان میں تھا – پلینی نے ہندوستان کو ہیرے، موتی اور دیگر جواہرات کا مخزن کہا ہے – واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے، موتی، مونگے، لال، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لیئے مشہور تھا – سونا بھی یہاں

بہ افراط ہوتا تھا - لوہا ، تانبا اور سیسہ بہ کثرت نکلتا تھا - چاندی زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تھی اس لئے مہنگی ہوتی تھی - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ‌گنی ہوتی تھی جو ہمارے زمانہ کے آخر تک سولہ گنی ہو گئی تھی -

ملک کی یہہ خوشحالی ہمارے زمانہ کے آخری حصہ تک قائم رہی - سومناتھہ کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی ہی جواہر نگار مورتیں تھیں - قریب ہی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھہ گھنٹے بندھے ہوتے تھے - محمود غزنی اسی مندر سے ایک کرور سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متھرا وغیرہ مقامات سے بھی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر ہندوستان کی معاصرانہ خوشحالی کا اندازہ مقصود ہو تو اس زمانہ کے بنے ہوے سیکڑوں عالی شان مندروں کو دیکھنا چاہئے جن کے کلس ، مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواہر نگار ہیں -

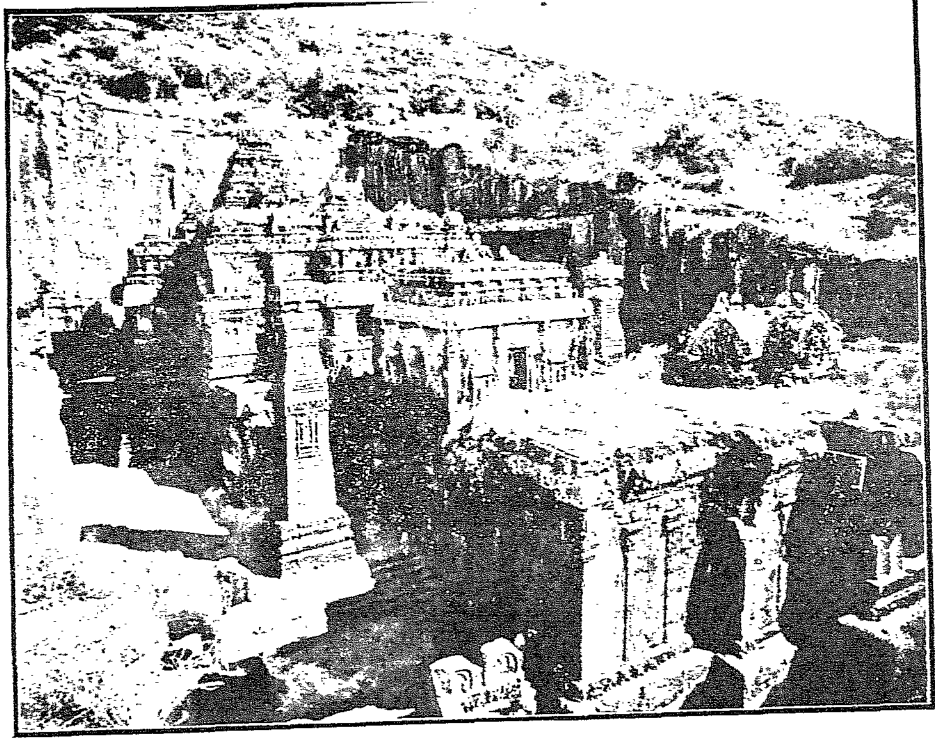
صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں - غار ، مندر ، ستون ، مورتی - ہمارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذہبی جذبات کے زیر اثر ہوا ہے - بودھہ میندار ، چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے ہیں ۔ مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے ۔ بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام ہونے لگا ۔ رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر ہوئے جن کی صناعی قابل دید ہے ۔ مینار بڑی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ، اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے ، اور اُن کے چاروں طرف اُتنی ہی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے ۔ ایسے میناروں میں سانچی اور بھرہت کے مینار خاص ہیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے ہیں ۔ اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات ، دھرم چکر ، بودھی درخت (شجر معرفت) ، ہاتھی وغیرہ ، اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش ہیں ۔

غار

ہمارے یہاں پہاڑوں کو کاٹ کر دو طرح کی گپھائیں بنائی جاتی تھیں ۔ چیت اور بہار ۔ چیت کے اندر ایک مینار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں ۔ ایسی گپھاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا ہے ۔ بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا مٹھ ہوتا تھا جس میں ہر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

صفحہ ۲۱۳

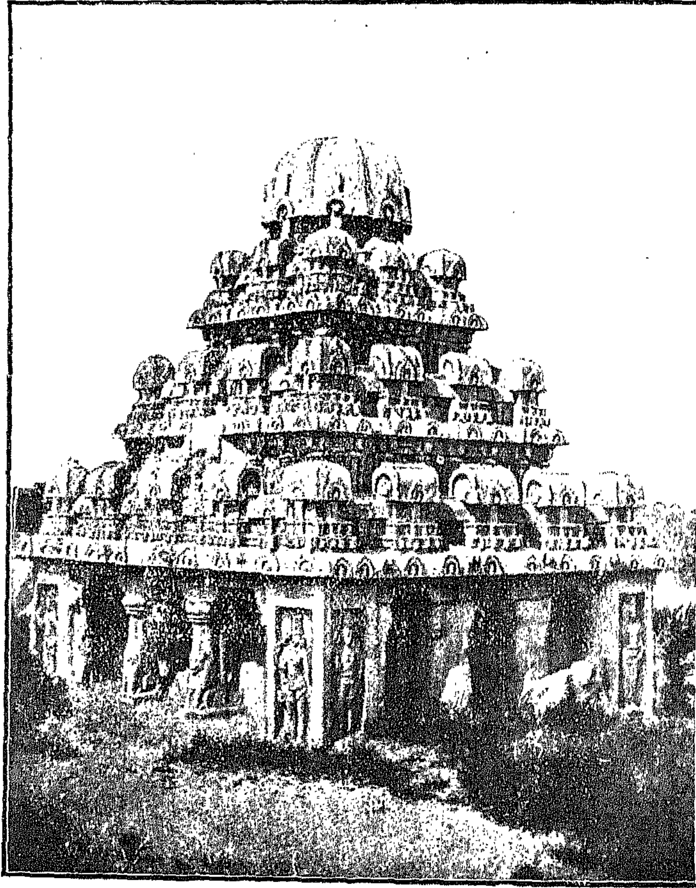
ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ' الورا ' کارلی ' بھاجا ' بیڑسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ' راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - ان میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہتر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگتراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ' اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

کے مندروں میں بہت کچھ یکسانیت پائی جاتی ہے ' فرق صرف اتنا ہے کہ جین مندروں میں ' ستونوں ' دیواروں اور چھتوں میں جین دهرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش هیں - برهمنوں کے مندروں میں اُن کے دهرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی هوتی هیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی هیں - برهمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر هوتے هیں - ایسے مندروں کو پنچایتی مندر کہتے هیں - برهمنوں کے مندروں میں خاص گربهه گره هوتا ہے جہاں مورتی نصب کی جاتی ہے - اُس کے آگے منڈپ هوتا ہے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بهدی بهی هوتی ہے - دونوں طرز کے مندروں میں گربهه گره کے اوپر کنگره اور اُس کے سب سے اونچے حصه پر ایک بڑا پہیه هوتا ہے جسے آملک کہتے هیں - آملک کے اوپر کلس رهتا ہے - کلس هی میں جهنڈی هوتی ہے جسے دهوج ڈنڈ کہتے هیں -

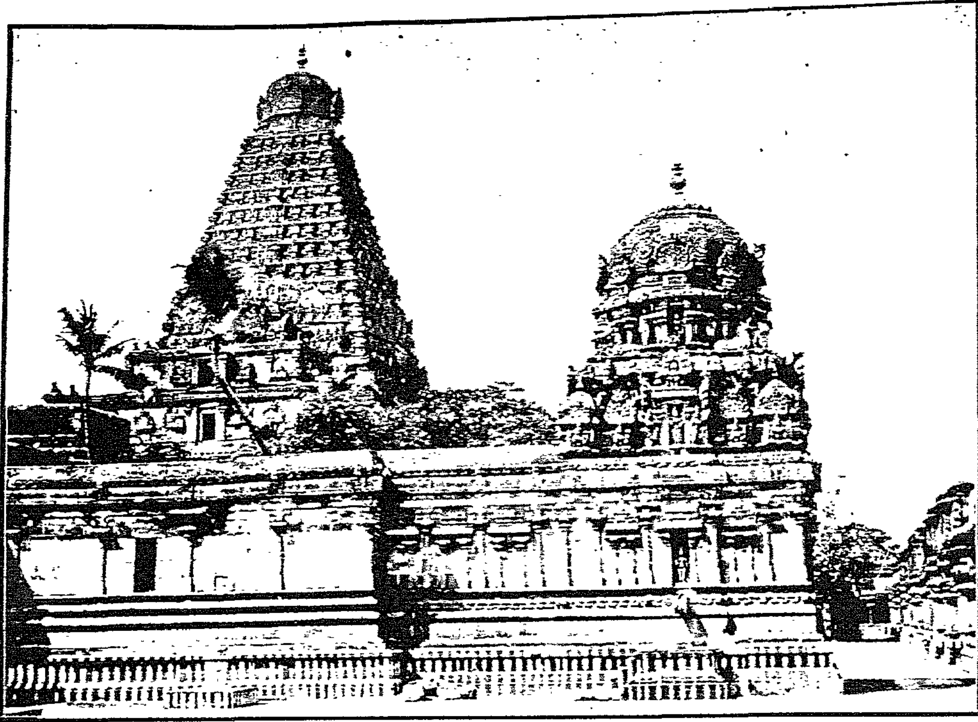
دراوڑ طرز کے کچھه مندروں میں اس حصه کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب هوتی ہے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ هوتا ہے جسے بمان کہتے هیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی هوتی جاتی ہے یہاں تک که سب سے بالائی حصه بہت چھوٹا رہ جاتا ہے - دراصل اس بمان



(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ

[ماموول پورم]

صفحہ ۲۱۴



(۴۰) دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵

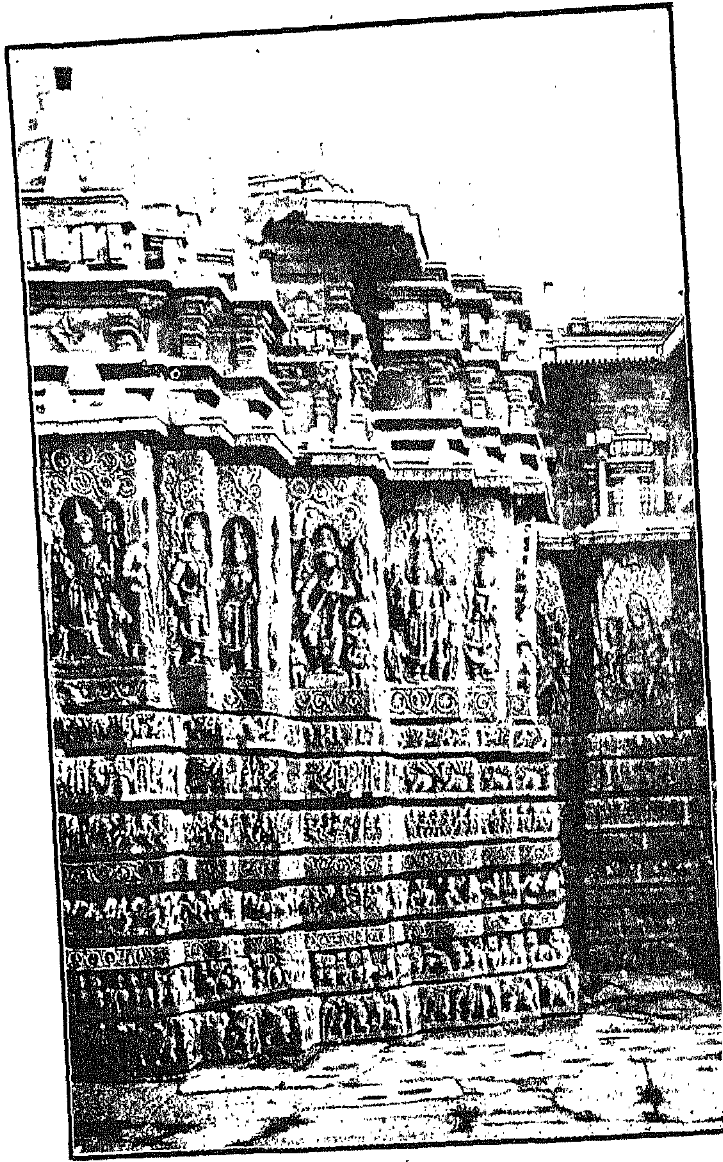
کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا 'گوپُر' (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں 'پشکر' بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی مشابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک، جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی، کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے شیو اور وِشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حوالہ ذیل میں دیا جاتا ھے -

آریہ طرز کے برھمنوں کے مندر ، بھونیشور ، (اُڑیسہ میں) ، ناگدا اور باڈولی (اُدےپور راج میں) ، چتوڑ گڑھہ ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جھالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودھپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروھی راج میں) ، کھجراھو (وسط ھند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسہ میں) ، وغیرہ مقامات میں ھیں - اِسی طرح آبو ، کھجراھو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جین مندر بھارتی فن تعمیر کے اعلی نمونے ھیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں ھیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یہہ مندر کتنے اعلی پایہ کے ھیں یہہ علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاھر ھوگا -

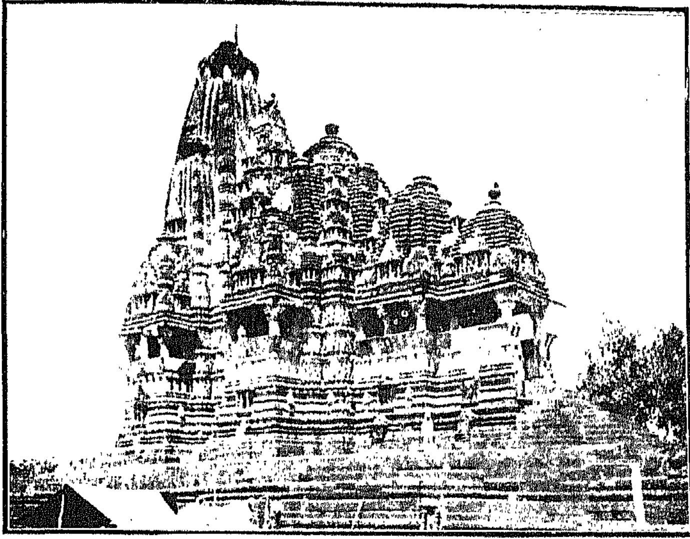
باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے ھوے کرنل ٹاڈ نے لکھا ھے : "اُس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باھر ھے ، گویا کمال کا خزانہ لٹا دیا گیا ھے - اُس کے ستون ، چھت اور کنگرہ کا ایک ایک پتھر چھوتے سے مندر کا نظارہ دکھاتا ھے - ھر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک



(۲۱) هويس ليشور کے مندر کا باهري حصه

[هليبڊ]

صفحه ۲۱۶



(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراہو]

صفحہ ۲۱۷

ھے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں ، جو سنگ مرمر کے ہیں ، ہندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسي باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ھے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ھے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتي - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوي نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -

(۲) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکي ٹکچر ان ھندوستان -

(۳) ہسٹري آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۴۲ -

(۴) انڈیاز پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

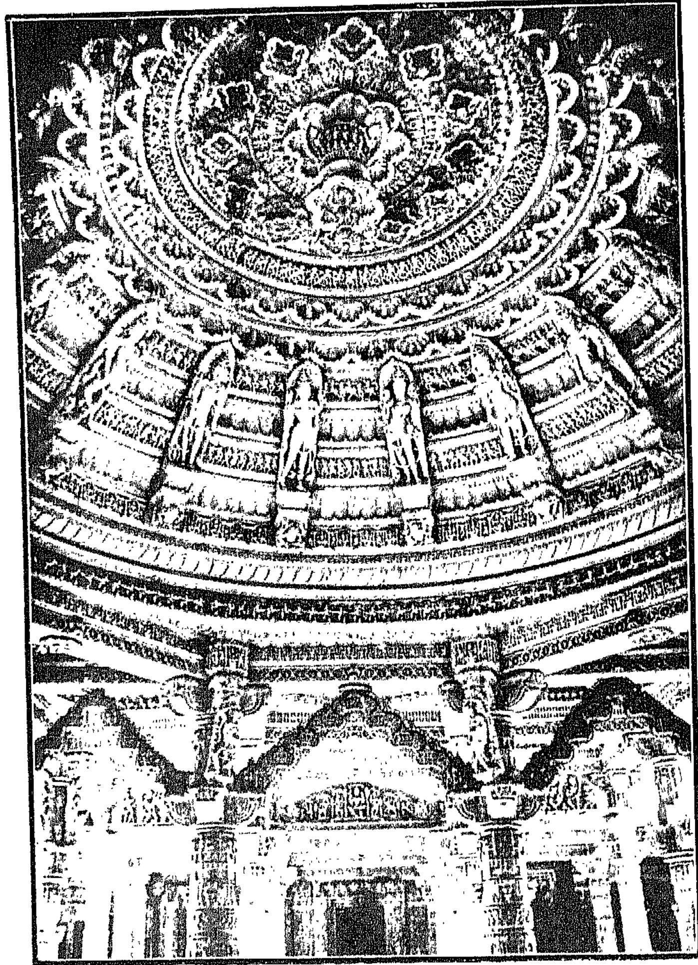
ایمان کی طرح مستحکم هیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے هوئے هیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ هوئے هونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بهی تیار نہیں هو سکتیں - (۱)

ستون

دهلی، پریاگ، سارناتهہ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے هوئے ستون هندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم هیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک هی پتهر سے کاٹے گئے هیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت هے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم هے - فی زمانا پتهر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم هوتا هے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تهیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے هوے تهے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود هیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رهے هیں - اشوک کے بعد بهس نگر کا مشہور ستون، مہرولی (دهلی سے ۱۲ میل) کا مشہور آهنی ستون اور دیگر تعمیرات هیں جو همارے دور مخصوص سے قبل کی هیں - همارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں هیں - انہیں راجہ یشودهرمن نے اپنے فتوحات کی

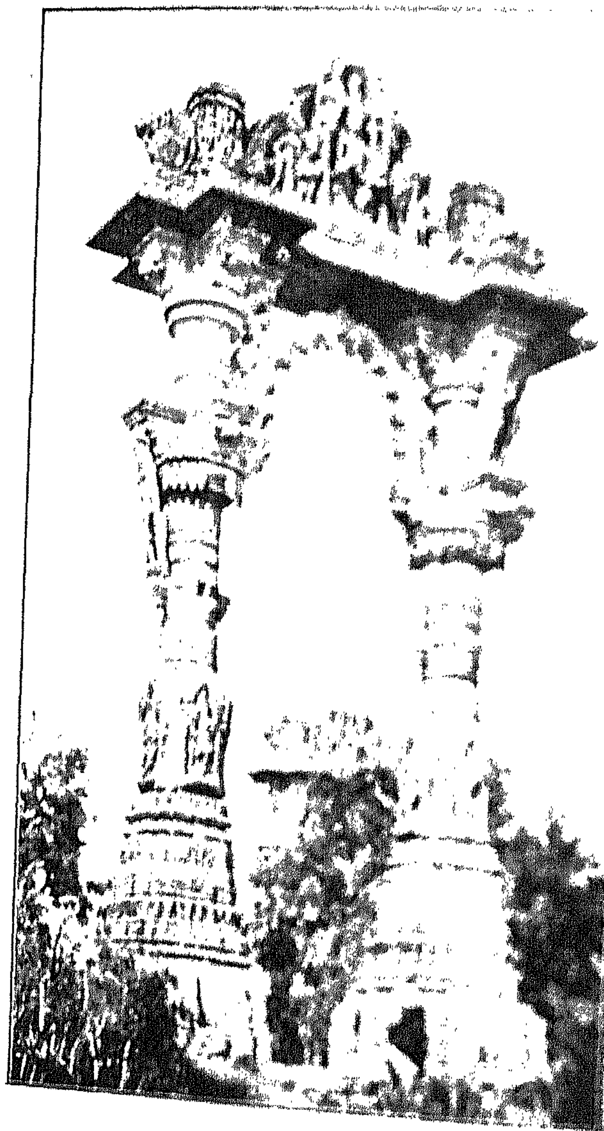
---

(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -



(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

صفحہ ۲۱۸



مندر کا پھاٹک

صفحہ ۲۱۹

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک هی پتھر سے نہیں بنائے گئے هیں ' بلکہ کئی تکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے هیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز هو رهے هیں - یشودهرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر هزاروں ستون یا تورن موجود هیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب هیں ' اور کچھہ مندروں هی میں لگے هوے هیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے هی سے هو سکتا هے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی هے - لیکن دست برد روزگار سے بچی هوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئي ' یا قندهار سے نکلی هوئی مختلف قامتوں کی بدهہ کی مورتیاں هیں - متھرا کے کنکالی تیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم هیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی هیں - هندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح هے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا هے کہ "راجہ اینٹی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رهنے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

هیلیودورو (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ ''گرور دھوج'' بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سروب‌تات نے نارایں‌بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا ، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی هیں جن کا همارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - همارے دور کی بھی هزاروں هندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ ، لکھنؤ ، پیشاور ، اجمیر ، مدراس ، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں ، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع هوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

هندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے : ''کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ھندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ھو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ھے - ھندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ھے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ھو " (۲)

پروفیسر هیرن لکھتے هیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ' اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ھندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) - ھیول صاحب فرماتے ھیں : " ھندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق ' جو

(۱) ھیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -
(۲) دی پینٹنگس ان دی بدھسٹ کیو ٹمپاس آف اجنتا -
(۳) ھر بلاس شاردا - ھندو سوپیریارٹی - صفحہ ۳۲۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ہے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

ہمارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ہیں - ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف شائع ہوئی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ہو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ہیں - مگر یہاں ہم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے ہیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ہے - اُس میں مختلف قسم کے صدہا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ہے - ان میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں : -

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۴۳ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باهم لڑتے ، چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے ، لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ ، ناف ، آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جائے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے هی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھنگ نام کی لکڑی کا بنایا جائے ، اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ' یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ' لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے معاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ہیں -

فنِ تصویر

ہندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (متھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں، اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں، لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی هندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک، وشوانتر جاتک، شٹ دانت جاتک رو رو جاتک، اور مہا ہنس جاتک، وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے، تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں، باغیچوں، جنگلوں، رتھوں، راج درباروں، هاتھی،

گھوڑے، هرن، وغیرہ جانوروں، هنس وغیرہ پرندوں، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی هوئی هیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش هو جاتا هے جس میں جنگلوں، شہروں، باغیچوں اور محلسراؤں میں، راجه، سورما، تپسوی، هر ایک درجه و حال کے مرد، عورت، آسمانی فرشتے، گندهرب، اپسرا، کنر، اپنے اپنے پارٹ کھیل رهے هیں - ایسی صدها تصاویر میں سے هم ایک تصویر کا ذکر اس خیال سے کرتے هیں که ان میں سے بعض تصاویر کا زمانه معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا هے که شاہ خسرو ثانی کے سنه جلوس ۳۲ (مطابق سنه ۶۲۶ ع) میں اس کا سفیر راجه پل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا هے - راجه پل‌کیسی گدی سے آراسته سنگھاسن پر بیضاوی تکئے کے سہارے بیٹھا هوا هے، گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے هیں - راجه کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے هوے هیں - قیاساً یهه لوگ ولی عہد، یا راجه کے بھائی اور مشیران خاص هونگے - راجه اپنا داهنا هاتھه اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھه کہه رها هے - راجه کے سر پر مکت (تاج)، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور ہیروں کی ایک لڑی کلنگھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کلنگھا ہے - دونوں ہاتھوں میں بازو بند اور کڑے ہیں ' انار کی جگہ پنچ لڑی موتیوں کی مالا ہے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتی ہیں - کمر میں جواہرنگار کمربند ہے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی ہے ' باقی سارا جسم برہنہ ہے - دکھنی لوگ جیسے دوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے ہیں اسی طرح ایک دوپٹہ کندھے سے ہٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا ہوا ہے ' اور اس کے دونوں سمٹے ہوئے کنارے گدی کے آگے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا ہے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ہے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے ہندوستانی مرد ہیں ان کے جسم پر وہی آدھی ران تک کچھنی کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھہ ہے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھہ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی ہے - باقی سارا جسم کھلا ہوا ہے - یہاں کی قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی ہوتی ہے - یہہ پرانا رواج ہے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो दुमलें व्रजस्त्रियो विसृस्त मालाभरणाः कुरूद्वह ॥

کھڑا اس کی طرف ٹکٹکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا ہاتھ میں لئے اُسے نذر کر رہا ہے - راجہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے - سفیر کے پیچھے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کھڑا ہے ' جس کے پیچھے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ہوئی کشتی لئے ہوئے ہے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھ پھیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکھ رہا ہے جو باہر سے کوئی چیز ہاتھ میں لئے دروازے میں آ رہا ہے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاہی کمر میں تلوار لگائے کھڑا ہے ' اور دروازے کے باہر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے کھڑے ہیں - ایرانیوں اور ہندوستانیوں کی پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ' ہندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برہنہ ہے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا ہوا ہے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ہے ' کمر تک انگرکھا ' چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بھی ہیں - ڈاڑھی موچھہ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کلنتھی ' کانوں میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند ہے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ہے - دربار میں فرش پر پھول بکھرے ہوئے ہیں - راجہ کے سنگھاسن کے آگے اُگالدان پڑا ہوا ہے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈھکے رکھے ہوئے ہیں (۱) - قیاساً یہہ

(۱) دی پینٹنگس آف اجنتا - جان گریفتھہ - پلیٹ نمبر ٥ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ھی بنی ھوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ھوئی معلوم ھوتی ھیں - ان میں اعضا کا تناسب، خط و خال، انداز و ادا، وضع و قطع، زلف و کاکل، رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ھے - علاوہ ھذا چرند و پرند، گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ھیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ھیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ھوتی ھے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ھے - تصاویر سے عمیق مشاھدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ھے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ھو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ھے - مسٹر گریفتھہ نے بستر مرگ پر پڑی ھوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ھوے لکھا ھے "رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاھے خاکہ اچھا کھینچ سکیں، وینس کے مصور چاھے رنگ اچھا بھر سکیں، لیکن جذبہ‌نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ھمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ھے :—

رانی کا سر جھکا ھوا ھے، آنکھیں نیم باز ھیں، اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوئے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ میری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوئے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوئے ہیں - ایک عورت ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرہت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور قندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھہ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہونگی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - اُن تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں ' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن تائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - دیلی تیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے ' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں ' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مُندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کات کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے تی اے '

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا هے کہ یہہ تصویریں پلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی هوں‌گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں ' ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی هوئی هیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے هوے هے - اس تصویر میں ایک تالاب ' خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا هے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں ' هنس ' بھینسے ' هاتھی اور تین سادھو هاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے هیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب ' اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی هے - ستونوں پر ناچتی هوئی عورتوں کی تصویریں بھی هیں - اس مندر میں اردھہ ناریشور ' گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی هیں - اردھہ ناریشور جٹا ' مکٹ اور کنڈل پہنے هوے هیں - ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رهی هیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا هے تاهم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی هو چکی هیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھہ پہاڑی پر ایک گپھا هے - اُسے جوگی مارا کہتے هیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی هوئی هیں جو همارے دور کے آغاز کے قریب کی هیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی هیں وهی همارے دور یا اس سے کچھہ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے هیں - تعجب تو یہہ هے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے هاتھوں سے محفوظ رهیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود هیں - انھیں سے همارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا هے -

هندوستاني فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک هندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا هوا هے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی هیں ان پر هندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا هے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی هیں - جیسے لنکا میں هندوستانی تہذیب پھیلی هوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک هندوستاني تہذیب کا اقتدار تھا - اور هندوستان کے مختلف علوم و فنون کی وهاں اشاعت هو گئی تھی -

هندوستاني فن تصویر کي خصوصیت

هندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا هیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن هے هندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - همارے اهل کمال حسن

ظاهر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا هی اپنے فن کا معراج سمجھتے هیں - ظاهر میں جو حقیقت مستور هے اس کو عیاں کر دینا؛ اُس کا پردہ کھول دینا همارے مصوروں کا اصلی نصب‌العین هے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' هیول نے لکھا هے "یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم هوتی هیں ' کیونکہ اهل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - هندوستانی فن تصریر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجمان هے" (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا هوا هے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم هندوستان هر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے هیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل هوتے

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ھیں، جیسے بینا ؛ کانڈ بینا ، (۱) اور کرکری (۲) ؛ وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ھوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ھوے باجے آڈمبر (۵) ؛ دندبھی (۶) ؛ بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ھے کہ ھندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ھے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ھونا ممکن ھے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ھو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی گئی ھے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال بھی ظاھر کرتا ھے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنیئی سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریہ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانه قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کي تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رهنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجه وراٹ کي لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لي تھي - پانڈو خاندان کے راجه جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھي کہتے تھے یوگندھه راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رهتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش الحانی سے هاتھیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجه چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتھه میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکه وہ فن نغمه میں ماهر تھا راجه چنڈ مہاسین نے اُسے اپني لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہه ظاهر هے که اس زمانه کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھه کر ان کی قدر کرتے تھے - راجه کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماهر تھا - گپت خاندان کا راجه سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی هے اُس میں اپنے کو فن نغمه میں تمبرو اور نارد سے بڑھه کر رکھا هے یہاں تک که اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش هے اُس میں وہ ایک باجا

بجتا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا، جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راجشری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے "پریہ درشکا" کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں، ناچنے والوں، حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے "نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں، پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وهاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d' Arezzo) نے عیسوی کی گیارهویں صدی میں یوروپ میں اُسے رائج کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ہے - ایلس ولسن لکھتی هیں "هندوؤں کو اس امر کا غرور هونا چاهئے که ان کے نشانات نغمه سب سے قدیم هیں " - (۲)

(۱) ولیم هنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحه ۲۲۳-

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ